

ہفت روزہ

8/23

فردا شنبہ

اسی اہم شفیق ر نیوز ایجنٹ
نزد دارالخلافہ لکھنؤ

خُلا مِلّٰتِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شیخ الفیض حضرت مولانا محمد علی
شیراز قادری دروازہ لاہور

۱۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء

یہ از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیرہ ۲۵ کسے

احادیثِ رسول ﷺ

اب کہاں ٹھکان ہوگا۔ رحۃ للعالمین جب یہ خبر ملی تو اُن کی اس ادا آپ کا دل بھر آیا اور آپ اس اس ادب کی وجہ سے جس سے کا قلب معزز تھا اُن کو جنت کی ثلث سدا دی اور اُن کی اس بلند آوازی کو جو قدرۃً محیی قابلِ عفو سمجھا۔ معلوم ہوا کہ ادب کا اصل دار و مدار قلب پر ہے۔ پھر ظاہر میں اس کے لیے کچھ علامات بھی مقرر ہیں۔ اگر قلب کی کچھ امیڑوں میں ادب موجود ہے تو ظاہر کی ذرگداشت سے مخفی کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے کلام یعنی حدیث شریف کو سُن کر اس کا معاوضہ و مقابلہ کرنا اس کا مذاق اڑانا تن آسانی اور ہوا پرستی کے لیے اس کی تاویلات کرنا، یہ سب آپ کی ہی گتھی کے برابر ہے۔ جو دنیا اگر کسی شاعر کا احترام کرتی ہے تو اس کے کلام کو بھی بغیر احترام دیکھتی ہے۔ پھر انصاف کرو کہ کیا رسول کا مرتبہ ایک شاعر سے بھی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے اور اپنے رسول کے صحیح احترام و ادب کی توفیق دے۔

آمین
یا رب العالمین

اتری ہیں۔ عرب اپنی سادہ فطرت سے ان دقیق آداب سے اب تک نا آشنا تھے، جن کو نبوت کا نازل مقام مقتضی تھا۔ اسلام نے اگر جہاں ان کو رحۃ رفتہ بھائی بھائی، ماں باپ اور تمام باہمی رشتوں کے آداب بتلائے۔ اس کے ساتھ ہی اب وقت آ گیا تھا کہ انھیں خدا اور رسول کے وہ آداب بھی بتلا دیئے جائیں جن سے غفلت کرنا کیے گئے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔ ان میں سے ایک ادب یہ تھا کہ رسول کے سامنے اس طرح زور زور سے بیگانہ گفتگو نہ کی جائے جیسے باہمی ایک دوسرے کے سامنے کی جاتی ہے اور نہ اس طرح اس کو پکارا جائے جیسا کہ آزادانہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارا جاتا ہے۔ یہ طور طریق احترام نبوت کے خلاف ہے اور جو نبوت کا احترام نہیں کرتا خطرہ ہے کہ اس کے عمل اکارت نہ ہو جائیں۔ ثابت بن قیس قدرۃً بلند آواز تھے۔ یہ سن کر ڈر گئے اور سمجھے کہ بارگاہِ نبوت میں یہ گتھی مجھ سے بارگاہِ سرزد ہو چکی ہے اس لیے میرا

عَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ بَنِي قَيْسٍ بَنِي خَطِيبٍ الْكَثْمَانِي قَالَ تَزَلَّتْ رِجْلِي فِيهَا الدِّينَ اسْتَوَى لَا تَزَلُّنَّ اَمَّا اسْتَوَى فَكَثَمْتُ فِيهِ صَوْتِي السَّيِّئَ لِي الْخُرَاكَايَةِ حَتَّى نَأَيْتُ فِي مَيْتَمٍ وَاسْتَحْيَيْتُ عَنِ الْبَقِيْعِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنُ مَعْدِي قَالَ مَا شَأْنُكَ كَأَيْتُ اَيْتُكَ قَالَ سَأَلْتُكَ تَذَكَّرُكَ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَأَيْتُ اِنْزَلْتُ هَذِهِ الْاَلَاءُ وَكَذَلِكَ عَلِمْتُ اَنِّي مِنْ اَزْوَاجِكُمْ مَتَّوْنًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأَنَّى اَهْلُ السَّارِ فَتَكَلَّمْتُ ذَالِكَ سَعْدُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم والحاكم)

اس نے فرمایا میں کہ نبوت بن قیس بن خطیبہ انصار کے خطیب تھے۔ جب آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو! اپنی آواز بھی کی آواز پر بلند مت کرو (نثر آیت تک) تو ثابت بن قیس نے گھر بیٹھ رہے اور آپ کی خدمت میں آنا مجاہد کر دیا۔ آپ نے سعد بن معاذ سے دریافت کیا کہ نبوت کیسے ہیں؟ کیا بیمار ہیں؟ سعد اُن کے پاس گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے کا حال ان سے بیان کیا ثابت بولے کہ اونچی آواز سے بولنے کی عادت نازل ہو چکی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں تم سب میں زیادہ میری ہی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ تو مجھے علم یہ ہے کہ میں کہیں دوزخی نہ آہوں۔ سعد نے اگر بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخی نہیں۔ بلکہ جنتی شخص ہیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے ابھی اسی کے قریب روایت کیا ہے۔ فقہ مسند جرات کی ابتدائی کئی آیتیں بارگاہِ نبوت کا ادب سکھانے کے لیے

رسولِ کریم ﷺ کی عظیم

لازم ہے احترام رسول کریم کا ہر ذرہ کائنات کا پڑھنے لگا درود دونوں جہاں بنے توئے آپ کے لیے ختم الرسل حضور کی بنیاد استیلا دونوں جہاں میں اسمِ محمدی کی روشنی کس جہاں ہو گئے تھے ہی سنگدل پڑھتا ہے خود عاجی مردِ پادشاہ

میری زبان پر شوق بس رہا ہے کفر
دن رات صبح و شام رسولِ کریم کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہفت روزہ

خداوند الہی
لاہور

جلد ۵ - سہ ماہی الاول ۱۲۸۰ھ مطابق
۱۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء - شمارہ ۱۳۳

پاکستان و ہندوستان
سالانہ ۱۱ روپے
ششماہی ۴
سدماہی ۳
فی ہپچہ ۲۵ روپے
سعودی عرب گویت ایران
ازرقند ملایا ہانگ کانگ
انگلینڈ کیلئے
سالانہ چندہ
عام ٹاک سے ۱۸ روپے
برائی ٹاک سے ۵۴ روپے
امریکہ عام ٹاک سے ۲۴ روپے
برائی ٹاک سے ۸ روپے

فوت
بروٹی ملک کے لیے پچہ ماہ سے
کم عیداد کے لیے پچہ جاری نہیں
کجاہے گا

ناظم انجمن کو صدفہ

انجمن خدام الہی کے ناظم ہاں خدام
صاحب کے راور حرمین احمد حسن صاحب
دنک صاحب سمیت کشتی میں مٹا رہے
بعد ازاں ۲۹ روزہ تیار کیے جانے
اللہ کو پیار سے ہو گئے۔ ہائے دانا نالیہ راجھن
ناز جاناہہ امار کے دی حضرت مولانا سید لقا
دعلائے پڑھائی اور حرم کو کوشستان میں صاحب
میں سپرد خاک کر دیا گیا حرم بہت سی عورتوں
مک تھے جس زمانہ میں خدام الہی کے لئے
خزائن اور خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ سے
شلی جیت رہی تھی بلکہ مال خدام میں تھا۔ اور حرم کے چاندگان سے انجا رہی ہے اور باگاہ وہ انجمن میں صحت دیا ہے کہ حرم کو اپنے بارگاہ میں جگہ دے تاہیں سے مال کو دیا خواہے (ادارہ)

تفہیرات اسلامی

بلاشبہ قانون اسلامی کو کامل اور
مکمل شکل میں نافذ ہونا چاہیے کہ
یہی ہر پچے اور ہر پچے مسلمان کے
دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی
اور مردوں میں دوہی ہوتی آواز
ہے۔ لیکن یہ مفروضہ بھی کہ اسلامی
قانون کی کوئی شق کسی وقت،
خاص حالات کے تحت یا کسی
خاص سوسائٹی کے لیے نظم بھی
ہو سکتی ہے ہماری دیا متوازن
اور مفاد سے اس کے مطابق
قطعی غلط اور گمراہ کٹ ہے۔
اگر بغیر غائر تجزیہ کیا جائے
تو یہی مفروضہ بجائے خود گمراہی
کے کئی دروازے کھولنے کا
پیش خیمہ اور آئے دن منت
ہنے مفاد کے پھوٹ نکلنے کا
مرستہ بن سکتا ہے۔ پیراس
سے بین حق کی عظمت اور
قانون اسلامی کا دفاع بھی گھٹنا
ہے پڑتا کسی صورت میں نہیں۔
ظاہر ہے کہ کسی معاشرے یا
سوسائٹی کی صحت اسی وقت
تک برقرار رہ سکتی ہے جب
تک ان کے دلوں میں ان قوانین
و ضوابط کا احترام اور خوف
باقی رہے جن کے لیے اس
معاشرے کی تیار اٹھائی گئی تھی۔
واقعات شاہد ہیں کہ اگر خدام و
خاص قانون الہی کے اساسی
اصول کے احترام کی تڑپ
سے محروم ہو جائیں اور قوانین
خادمانہ کی خوف جبری طور پر
بھی ان کے دلوں سے اٹھ جاتے
تو وہ اصلاح حال کی مادی روشنی
کو باوجود تاہی سے محفوظ نہیں
رہ سکتے۔

جاری کرتا ہے یا پہلے سزا میں دیا
اور بعد میں معاشرے کی اصلاح
کرتا ہے۔ علم شریعت سے توفیق
کی دلیل ہے۔ اسلام ایک وقت
دولوں یا لوگوں کی تعمیل کا حکم دیتا
ہے۔ معاشرے کی اصلاح کی
مساحی بھی جاری رہی خواہ وہ
دعوت و نصیحت سے ہوں یا تبلیغ
و اشاعت سے، نیک محبت و
نفاقت سے ہوں یا بہترین نمونہ
عمل پیش کرنے سے اور اسی طرح
حرام کی سزا میں بھی جاری کر دینے
کا حکم دیتا ہے۔ ان سزاؤں کا
جاری کرنا یکہ ان کا اعلان کرنا ہی
اصلاح کا اہم اقدام ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے قرآن پاک میں چوری کی سزا کا
ذکر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے
تَنكِالَتِ اللّٰهُ دَرِیْہِ دَرِیْہِ دَرِیْہِ
طُوفِہِ دَرِیْہِ دَرِیْہِ دَرِیْہِ
اور برائوں سے روکنے کے لیے ہم
یہ کہنا کہ ابتداء اسلام میں
احکام تدریجی نازل ہوئے رہے
اس بات کی دلیل نہیں کہ اب ان
پر عمل بھی تدریج کیا جائے۔ قرآن
پاک کے نزول کے وقت بھی
معمل تھا کہ جن قدر کلام اللہ نازل
ہو چکا ہوتا اس کو واجب العمل
سمجھا جاتا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا
شدہ احکام میں سے بعض پر تو
عمل چڑھا ہو اور بعض پر عمل ہی
نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح آج جب
کہ پورا قرآن پاک نازل ہو چکا
ہے تو سب پر عمل فرض ہے۔
اس کی مثال یوں ہمیں کہ چلنے ناز
فرض ہوئی تو صرف ناز ہی فرض
تھی لیکن جب روزے فرض ہو
گئے تو اب روزے اس سے نہ
رکنا کہ پچھے نماز کی عادت ہو جائے
تو خود ہی پچھے نہ رہے عدم واقفیت
نہیں تو اور کیا۔ ہے۔
مالکان جس طرح نماز فرض ہے اسی
طرح روزہ اور نذرۃ بھی فرض ہے
اور سب پر عمل کرنا بھی فرض ہے

حرام کی کثرت کو اسلامی تعزرات
کی راہ میں عامل سمجھنا بھی انتہائی
نادانی ہے۔ جمل کا تقاضا اور
دنیا کا تجربہ بتاتا ہے کہ جب حرام
کی کثرت ہو جاتی ہے تو سزا میں
سخت دی جاتی ہے تاکہ دیکھنے
والوں کو عبرت حاصل ہو۔ اس کے
برعکس یہ تصور بالکل غلط اور گمراہ
کٹ ہے کہ اگر مباحات کا زور ہو
جائے تو وہاں شرعی سزاؤں کو
تک کر دینا چاہیے۔ اور عام نیک
ہوں تو انہیں سزا دی جائے۔ نافرمان
حال میں مباحات کا نفاذ بھی بطور
نظم نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس کے
نفاذ کے دوران کسے کسے ہرے ہرے
بھی سخت سزاؤں کا نام سن کر گریز
مسکین نظر آتے تھے۔ یہودی عرب
میں بھی شرعی سزاؤں کے نفاذ سے
قبل لوگوں کے جان و مال محفوظ نہ
تھے مگر جب سے شرعی سزاؤں کا
دور دورہ ہوا اس وقت سے اگر
کسی کا سزا بھی سمران ہوا ہے تو
کوئی نگاہ اٹھا کر کبھی اس کی طرف
نہیں دیکھتا۔ گزشتہ اشاعت میں، جو
حیات حوالہ دیتے بغیر نقل کی گئی
دو باتوں کی تفسیر ہو رہی ہے۔ ایک
تو اس میں یہ مفروضہ ہے کہ سوسائٹی
کی اصلاح کے بعد سزا میں جاری
کی جائیں اور دوسرے اس خیال
کا اظہار کیا گیا ہے کہ حد مرتبہ
(چوری کی سزا) صرف اس سوسائٹی
کے لیے مقرر ہے جس میں اسلام
کے معاشی لغزات اور اصول و
قوانین پوری طرح نافذ ہوں۔
در حقیقت یہ دولوں مفروضہ
غلط اور متضاد ہیں۔ کس حد مگر جب
بات ہے کہ اگر ایک شخص نے
چچ نہیں کیا تو اسے نماز سے بھی
روک دیا جائے۔ نذرۃ دینے سے
کتنی کسرتا ہے تو فریضہ میں عدم
کرنے سے بھی اسے باز رکھا
جائے۔ قانون وراثت پر اگر عمل
نہیں ہو رہا تو چوروں اور انہیں
کو بھی کھلی چھٹی دے دی جائے
اور ان کو شرعی سزاؤں سے مستثنیٰ
قرار دے دیا جائے۔
قرآن کا فیصلہ ہے کہ قیامت میں

جلسہ مذکور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء بروز جمعرات

بطابق ۲۴، بیچ الائی ۱۳۸۲ھ

اللہ کا نام لینے کی برکات

مکتبہ
تحفہ الصلوات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده
الذين الصلوا بما عهد عن عبد الله من
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فَقَدْ شَرَّ السَّاعَةِ لَا شَرَّ لَهَا مِنْ الْخَلْقِ (رواه مسلم)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت
نہیں ہوگی اگر بدترین آدمیوں پر
یعنی جب دنیا میں بدکردار ہی بدکردار
ہوں گے تو اس وقت آجائے گی۔

دوسری حدیث: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَفَّيْكُمْ
السَّاعَةَ حَتَّى لَا يَخْشَى أَنَّ اللَّهَ - وَفِي
رَوَايَةٍ لَا كَفَّيْكُمْ السَّاعَةَ عَلَى أَحَدٍ يَخْشَى
أَنَّ اللَّهَ (رواه مسلم)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:
قیامت نہیں آئے گی جب تک (ایسا)
وقت نہ آجائے کہ باطل نہ کھائے
اللہ اللہ

اور اس حدیث کو بعض راویوں نے اس
 طرح نقل کیا ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی کسی
 ایسے شخص پر جو کہتا ہو اللہ اللہ -
 عزم حضرت! آپ اللہ اللہ فرمائیں کہ جب
 تک اللہ کے نام پر کثرت سے دے دے یا
 تلاوت کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی نشر و
 اشاعت کرنے والے دنیا میں موجود ہیں۔ اس
 وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب
 میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا تو اس
 وقت دنیا تباہ و برباد کرنے کے قابل ہوگی۔
 اللہ اللہ کہنے کی توفیق اسی کو ہوتی ہے
 جو رزق حلال کھاتا اور کھاتا ہے۔ حضرت فرمایا

کہتے تھے کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ ذکر کرنے
 کو دل نہیں جاتا، حیثیت برباد نہیں کرتی۔
 تو میں انہیں کہتا ہوں کہ تم نے حرام مال
 کھانا ہوگا حرام کھانے کا اثر ہے کہ اول تو

بیک کی توفیق نہیں ہوتی اور اگر انسان یا دینی
 کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس کی طبیعت
 لگتی نہیں۔ وہ نمازیں جلدی جلدی پڑھتا ہے اس
 کو نازل اور ذکر الہی میں لطف و سرور حاصل
 نہیں ہوتا۔ آپ یاد رکھیں کہ بیک کی توفیق کا
 نہ ہونا یا غور میں دل نہ لگنا اور بیک کی
 طاعت رغبت ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس
 کو حلال روزی میسر نہیں آتی اگر حلال روزی
 میسر آئے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ بات
 دل نہ لگے۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
 حرام مال سے پلا ہوا گوشت جنت میں نہیں
 جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو حرام سے اپنی نفرت ہے
 کہ حرام کھانے والے کو اس کی یاد کی توفیق ہی
 نہیں ہوتی۔

درگاہ دین اور صوفیائے خدام کی صحبت
 میں انسان آئے تو وہ اس کو ان تمام
 حکم ہوں سے پاک کر دیتے ہیں۔ پھر انسان حرام
 چیزوں کو کچا مقبیہ چیزوں کو کھانے سے بھی گریز
 کرتا ہے اور یاد الہی میں لطف و سرور
 حاصل ہوتا ہے۔ اللہ دے وہ ہوتے ہیں جن
 کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ اللہ دے انسان
 کو یاد الہی کے طریقے سکھائے ہیں۔ اور کثرت
 ذکر کہ وجہ سے انسان شیطان کے چبھے سے
 محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہر جگہ ذکر الہی کے
 پہرے بٹھائے جاتے ہیں۔ دل کی طرف سے اگر
 شیطان آئے تو لطف قلبی سے اس کا مقابلہ کیا
 جاتا ہے۔ اگر نفس کی طرف سے شیطان حملہ
 کرے تو لطف نفسی سے اس کا دار و کھانا
 ہے اور اگر دماغ (عیشانی) کی طرف سے کوشش
 کرے تو لطف عیشی اور نفسی سے اس کے دار
 کو بچا آ جاتا ہے۔

خواجہ کی کہ انسان کثرت ذکر سے شیطان
 کے ہر بار سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ
 رہتا ہے۔
 حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کی
 تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ ان کا سارا وقت بیک
 لگنے، ہر منٹ ہر سیکھ یاد خداوندی میں گزرتا

ہے، اگر انسان ہر کام سے پہلے یہ سوچ لے
 کہ اس میں اللہ راضی ہے یا شیطان اور جس
 کام میں اللہ راضی ہو وہ کرے اور اللہ تعالیٰ
 کی نافرمانی والے کام چھوڑ دے تو اس کا تمام
 وقت عبادت میں جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان
 نماز میں ایمان حاصل کرنے کے لیے پیشاب و
 پاخانہ سے خارج ہوتا ہے۔ حج کرنے کی غرض
 سے روکے گا اور حج کرتا ہے رمضان کے دنوں
 میں روزہ افطار کرنے کے لیے کھانے پینے کا
 انتظام کرتا ہے دھیرہ دھیرہ۔ تو یہ سارے کام
 اس کے عبادت میں جاتے ہیں صرف شراب سے
 کہ انسان ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت
 کرے۔ کہ میں یہ کام فقط اللہ تعالیٰ کو خوش
 کرنے کے لیے کر رہا ہوں۔ لوگوں کو دیکھنا
 یا ناش و نمود کے لیے بالکل نہ ہونا چاہیے۔
 اللہ تعالیٰ کے دن کی نصرت کے لیے آپ
 جو کچھ بھی خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ اس کو
 بڑھا کر دے گا کہ قیامت کے دن دیں گے۔

اگر کوئی بیک کرتا ہے تو اس کا بدلہ
 دس گنا، سو گنا اور اس سے بھی زیادہ۔
 لیکن اگر کوئی گناہ کرے تو اس کی سزا موت
 اتنی ہی ہوگی۔ توبہ کرنے سے تمام گناہ
 معاف ہو جاتے ہیں۔ حج کرنے سے بھی کچھ
 سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 سب کو توبہ اور حج کرنے کی توفیق عطا
 فرمائے جو سرور، ایمان، نور اور دل کو
 تازگی کا منہ اور مدینہ منورہ میں حاصل ہوتی
 ہے۔ اس کا آپ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے
 کہ انسان ایک دن دھند دھان چلا جائے تو بار
 بار وہاں جانے کو دل چاہتا ہے۔
 حضرت رحمۃ اللہ علیہ بار بار بیت اللہ
 شریف اور مدینہ منورہ گئے اور آئے اگرچہ
 دس سال ناپید تھے اور وہ بدایہ و تحائف بھی
 کسی مجلس ترین آدمی سے ہی شاذ و نادر حوالہ
 فرمایا کرتے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے
 فضل و کرم سے ۱۳ مرتبہ مکہ معظمہ اور مدینہ
 منورہ کی حاضری سے مشرف ہوئے۔

حرمین شریفین اپنے انسان اپنے گناہوں
 کی معافی کے لیے لوگ روتا ہے۔ یادگار خداوندی میں
 چلکاتا ہے۔ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 روضہ اقدس کے سامنے ہر دن درود و سلام پیش
 کرنے کے لیے مضطرب رہتے ہیں اور وہاں
 پہنچ کر دل یاد الہی میں شافل اور مستغرق
 ہو جاتے ہیں بس ہر وقت اللہ اللہ کہنے
 کی دھن لگی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دست
 بدعا ہوں کہ وہ ہم سب کے گناہ معاف فرمائے
 اور ہمیں اپنی یاد اور اپنے گھر کی حاضری کی

خطبہ لیلۃ الجحدۃ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء

تزکیہ نفس

ہاشمین شیخ انفسیہ حضرت مولانا عیسیٰ اللہ الوردی مدظلہ

هُوَ الَّذِي يَصِفُ الْأَنْفُسَ فِي الْأَنْفُسِ رَسُوْلًا
تَنْهَى عَنْ مَنَافِعِهَا وَيُحَذِّرُ مِنْ مَنَافِعِهَا
الْكُتُبَ وَالْحِكْمَةَ وَأَنَّ هَذَا كَوْنُهَا قَبْلَ الْفَنِّ
فَلِلَّهِ شَيْبَانُهُ

ترجمہ: (اللہ) وہی ہے جس نے ان
پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں
سے مبعوث فرمایا جو اس پر اس کی
آفتیں بڑھاتا ہے اور انہیں پاک
کرتا ہے اور انہیں کتاب اور
حکمت سکھاتا ہے اور بے شک
وہ اس سے پہلے مروجہ گہری میں
تھے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے
سید المرسلین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
کے بار فاضل، تلاوت آیات، تزکیہ نفس،
تعلیم کتاب، اور تعلیم حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے
علائے کرام چونکہ انبیاء کے وارث ہیں۔
(الْعُلَمَاءُ وَرُسُلُ الْأَنْبِيَاءِ) اس لئے ان فاضل
کی بجا آدمی ان پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ان
چاروں فاضل میں سے جہاں تک تزکیہ نفس
کے فریضے کا تعلق ہے عوام و خواص علائے
کرام بھی آج کل اس کی اہمیت سے غافل
ہو چکے ہیں چنانچہ آج کی صحبت میں اپنی مروت
میں اسی مسئلے میں عرض کروں گا۔

غافل کون دکان نے سالوں کی ترکیب
قلبی جسم اور روح سے فرمائی ہے جسم کو
خاستوں سے پاک و صاف رکھنے یا ظاہری
صفائی کو شریعت محمدیہ نے طہارت کا نام
دیا ہے اور روح کی پاکیزگی یا باطنی صفائی یعنی
امراض روحانی شرک، کفر، حسد، عجب وغیرہ
سے صفائی کو تزکیہ نفس کا نام دیا ہے۔
عزیز حضرت اشفاق کی دو قسمیں ہیں۔

دہی اور کسی۔ حضرت فرمایا کرتے تھے اس
کی مثال یوں ہے کہ جیسے ایک آدمی گرم
کپڑا پہنے ہوئے کسی سردی سے بخشتہ رہا
تھا۔ اب اس سردی کو زائل کرنے کی دو
صورتیں ہیں اگر وہ دھوپ میں جا کر بیٹھے گا

سردی خود بخود دور ہو جائے گی اور یہی حال
رسول اللہ کی صحبت کا تھا کہ آپ کی صحبت
میں حاضر ہونے کی برکت سے اور آپ کی
فلاں گیمیا اثر سے حسد، کبر، عجب وغیرہ تمام
بیماریاں خود بخود دفع ہو جاتی تھیں اور انسان
روحانی امراض سے بالکل پاک و صاف ہوجاتا
تھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی کوئی
سکھائے اور انجیل میں مثال کر کرہ بند
کر کے اندر بیٹھ جائے۔ اس ہنگ کسم بیٹھنے
سے عجز رہی دور ہوجائے گی۔ مگر یہ طریقہ
دہی نہیں بلکہ کسی ہے۔ چنانچہ روحانی
کسی شفا صوفیائے کرام کے سامنے زانیہ
ادب کرنے سے حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ
صوفی کامل ہو۔ اور طالب میں اخذ فیض
کی پوری صلاحیت پائی جائے۔ اور اس
میں عقیدت، ادب اور اطاعت کے تینوں
تار سلامت ہوں۔

عزیز حضرات!
آج تک جب کہ بے دہی، بے حیائی
اور فہم سے برکتی کئی کا دور دورہ ہے
اور امراض روحانی کی ذوائی و فزائیوں میں
بھی مہرود ہے۔ انتہائی مزدوری سے کہ وہی
سے شغف رکھنے والے لوگ مغلیں روحانی
کی طوٹ متوہ ہوں، ان کی صحبت میں رہ
کہ امراض روحانی کا علاج کرائیں اور صحت
یاب ہوں۔

ملک روحانی بیماریاں

برادران عزیز! جیسے بعض جسمانی بیماریاں
مثلاً سہل، دق وغیرہ ملک ہوتی ہیں اور
معالجہ ان کے مریض کو لاملج تزار دے
دیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ روحانی بیماریاں بھی
ملک ہیں مثلاً شرک، کفر اور غافلانہ اعتقادی
کہ ان کے مریض ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جہاں
بیماریاں تو قبر سے دسے تک تیرا ہی ہیں۔
اور جب انسان فوت ہو جائے تو ان سے
جیسا جھٹٹ جاتا ہے۔ لیکن روحانی بیماریاں
قبر میں بھی ساتھ جاتی ہیں، قبر میں بھی مریض ہیں

کی، میدان عشرت میں بھی بھینچا نہ چھڑکیں گی اور
جہنم آباد ملک جہنم میں تیرا ہی رہیں گی۔
جیسے شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف
طور پر فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَنْهُ شَيْءٌ
وَيَخْفَىٰ مَا دُوِّنَ ذَالِكَ بَيْنَ يَدَيْهِ
يُخْفِيكَ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا كَبِيرًا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس کو
نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا
شریک بنائے اور اس کے سوا
جسے چاہے بخش دے اور جس
نے اللہ کا شرک ٹھہرایا وہ بڑی
دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اسی طرح کفر کرنے والا بھی شرک ہے کہ
اللہ کے سوا کفر کے محلوں کو ترجیح دیتا ہے اور
شرک فی الادات کا عجب ہوتا ہے اور لغات اعتقادی
کا مریض بھی شرک میں مبتلا ہے کہ ظاہر تو وہ
خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے مگر درون پردہ
خدا کی تہمت کا دل سے انکار کر کے جہنم کو
نفع و نقصان کا مالک سمجھتا ہے

ماہ طلبی

فزعون کے متعلق ارشاد باری ہے کہ جب
موسیٰ علیہ السلام نے اسے مہرود تحقیق کی حالت
دعوت دی تو اس نے اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا مَا عَاقِلُكَ
لَكَ تَرْتَدُّ إِلَيْنَا خَيْرٌ مِنْ تَرْجَاةٍ مِثْلَ
أَفْسَاسٍ كَمَا مَيَّوْنِي جَانًا

یہ مرض عامی تو قحاص نے فزعون کو
خداوند قدوس کے مقابل لاکھڑا کیا۔ اور اس
نے اپنا مرتبہ اللہ رب العزت سے بھی بڑھا
جایا۔ یہی حال آج کل بعض مسلمانوں کا ہو
چکا ہے کہ جھوٹے وقار اور اپنی ضد مزمت
کی خاطر احکام شریعت کو پس پشت ڈال کر
من مانی کا رونا دھونا میں مصروف ہوجاتے ہیں۔
اور نفس امارہ کے فریب میں آکر یہی حق
سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

نفس نامتواز فزعون نیست
لیک اور دامن ماراوی نیست

عجب کا مرض

قادوسی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں
سے تھا۔ فزعون کا مشہور فقر ہو گیا جی اسرائیلی
سے مزدوری کرتا اور فزعون کی طرہ سے
انہیں مزدوری دیتا تھا۔ چنانچہ اس مسئلے میں
اللہ تعالیٰ نے اُسے اس قدر دے دیا کہ اس
کے تئوں کی نیکیاں ایک طاقت و راحت ی
اٹھا سکتی تھیں۔ لیکن جب انہوں نے غرور اور
(غافلانہ)

آمدنی کے ذرائع ختم ہو گئے اور چودھراہٹ بھی جاتی رہی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دل میں کدورت رکھنے لگا۔ منافق ہو گیا۔ پس پشت ہتھیں تراشنے لگا اور فرست یہاں تک پہنچی کہ ایک عورت کو سکھا کر لایک موٹی پر تہمت لگا۔ یہ تہمت حق غالب آئی اور اس بیماری نے اللہ سے ڈر کر پھرج ہی کہا اور قارون کو مہر کی کمانی پڑی۔ اس سے قبل جب قوم قارون سے کہتی کہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ کہہ دیتا کہ یہ میرے علم کا ثمرہ ہے اللہ نے مجھے کب دیا ہے؟ یہ کتنا تھا کہ حضرت خداوندی جوش میں آئی اور وہ موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے زمین میں غرق ہو گیا جو اس کے مال و دولت کو دیکھ کر ہلے رہے تھے وہ اس کا شکر دیکھ کر پناہ مانگنے لگے۔ دراصل خدا کی دین کو اپنے مال کا نتیجہ سمجھنا ہی عجیب ہے۔ اور یہ مرض آج کل مسلمانوں میں عام ہے اللہ تعالیٰ میں غفلت رکھے۔

نذر پستی کا مرض

جب موسیٰ علیہ السلام نے غزوں کے آگے اپنی ہزرت کا کھلا اعلان کر دیا تو اس نے کہا: **تَوَلَّوْا اَنْزِلْ عَلَیْکُمْ اَسْوَدُ سَحَابٍ** جتن ڈھب کر اس پر سونے کے ٹکٹیں کیوں نہیں نازل کئے گئے۔ گویا کہ اس کے آگے کوئی بات منوانے کا معیار دولت تھا۔

موجودہ مسلمانوں کے معاشرے میں نذر پستی کی وبا اتنی عام ہو چکی ہے کہ دین اور اخلاق کی کوئی وقعت ان کی نظروں میں نہیں رہی۔ دوستی، رشتہ داری اور مجلسی زندگی، خلیفہ دنیا کا ہر تعلق، اب مال و دولت کے سامنے میں چھٹا پھرتا ہے۔ حالانکہ مسلمان کا طرز عمل اس سے مختلف ہونا چاہیے تھا۔

ترسم ترسمی بکچہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میری ہزرت راست

حسد کا مرض

حدیث شریف میں آتا ہے کہ **اِنَّ الْخَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ مِمَّا تَكْتُمُ اَنْتَ وَالْخَالِیْ** ترجمہ: بیشک حسد بینکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتا ہے۔

مابیل اور قابیل آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے، دونوں نے قربانی کی۔ اللہ نے قابیل کی قربانی منظور کر لی اور قابیل کی نامنظور کردی۔ قابیل نے حسد کیا مابیل کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت تک

جس قدر قتل ہوں گے۔ ان کا غضب قاتل کے علاوہ قابیل کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائیگا حساد و حسدیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دوسرے سے نفرت چھن کر اُسے مل جائے اور اس طرح چونکہ اسے اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر یقین نہیں رہتا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور اس وقت وہیں رکھا جائے گا جب تک سزا نہ جھگت لے اور اس مرض سے پاک نہ کر دیا جائے۔

ریاء کا مرض

رسول برحق نے فرمایا ہے کہ **اِنَّ اَخْوَفَ مَا اخَافَتْ عَلَیْ اَعْمٰی الْمُشْرِکِ الْاَصْفَرُ قَالُوا لَیْسَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَیَا الْمُشْرِکُ الْاَصْفَرُ قَالُوا لَیْسَ** ترجمہ: یقین زیادہ خوف دلانے والا یہ ہے کہ

جس کا میں اپنی امت پر محبت کرتا ہوں دکھلاؤ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی خوشنودی کے لئے کام کیا جائے۔

یہ مرض عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے بلکہ شیطان لعین قوہم و خواص ہر ایک کے دل میں دکھلاوے کا خیال غور دیتا ہے۔ صفت اللہ والوں کی محبت میں نہ کہ اس مرض سے بچنے کی تدابیر باتھ گئی ہیں ورنہ کتابیں پڑھنے سے یہ مرض نہیں جاتا اور نہ کوئی بزرگوں کی محبت اٹھائے بغیر اس سے بچ سکتا ہے۔

علمائے کرام قرآن حکیم اور حدیث نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رکھنے کے باعث ان بتائروں کی نشانہ گیری تو کر دیتے ہیں اور ان کی تفصیل سے بھی عوام کو آگاہ کر دیتے ہیں لیکن کیا یہ بتاویں ہیں یا نہیں؟ اور ان کا علاج ہو جاتا ہے؟ مشاہدہ میں کہتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا لڑائی فساد، حسد، کینہ، براہ، بغض، جاہ طلبی، زر پرستی اور عجب و فیرہ کی بتاویں جیسے جابلوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر علماء میں موجود ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عوام کے بے دین ہونے کا سب سے بڑا سبب علماء و حضرات کا بے علم ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والوں کی محبت میں بیٹھ کر اصلاح حال کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارا تزکیہ نفس ہو جائے۔ آمین۔
دعا علینا الکا البلاغ

ہشیہ۔ مجلس ذکر

نعمت سے بار بار نوازے۔ آمین۔

حضرت یارو الہی اور نواز میں خضوع و خشوع سے اب بھی سرور و ولعت اور جبین نصیب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ نیت میں انخاص اور آئینہ دل صاف و شفاف ہو۔

اگر انسان اللہ والوں کی صحبت اختیار کرے تو دل ہر وقت یاد الہی کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ چلتے پھرتے لطیف فنی حرکت میں رہتا ہے اور پاس انفس کا اس درجہ اہتمام ہو جاتا ہے کہ سوتے میں بھی ذکر الہی سے دل جاری رہتا ہے۔ جس لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ذوق و شوق عطا فرمایا ہے وہ بڑھ چڑھ کر یاد الہی میں سے حصہ وافر حاصل کرنے کی دھن میں مگن رہتے ہیں اور اونچے مقامات حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنی یاو کی توفیق عطا فرما اور ہمارا خاتمہ ایمان کامل پر ہو۔

حضرات! ہر انسان خطرے میں ہے کہ جب تک وہ قبر میں نہ جا سوتے۔ اس

دور میں ایمان کو صحیح و سلامت لے جانا بہت ہی مشکل ہے۔ انسان کو ٹنگ پر غرور و کبر اور گھنڈ نہ کرنا چاہیے۔ یہ سب اللہ کی دین ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی دکھا گیا ہے کہ انسان اللہ اللہ کرنے کے باوجود شیطان کے حملوں سے محفوظ نہ رہ سکے اور امراض روحانی اور معاصی میں مبتلا ہو کر ایمان کھو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ مشقہ اور حرام مال سے حد درجہ پرہیز کرتے تھے۔ کبھی بچے نماز کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ لغو، بیہودہ، اور غلط قسم کی سوسائٹی سے خود بھی بچتے تھے اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ اگر ہم بھی حضرت اقدسؑ کے نقش قدم پر چلیں کہ کامیاب زندگی گزاریں تو یقیناً کامیاب ہو سکتے ہیں اللہ عز و جل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے کئی نیک بندے یہاں ذکر الہی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی اللہ کے نیک بندے کی وجہ سے ہمارا ذکر بھی قبول ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ ہم کو یہاں آنے کی توفیق دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ٹھکانوں کو یاد کر کے پہلے سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی صفات میں رہے آمین۔

چونکہ ہنری جیکر ڈیٹسٹ ایم اے

ایک مفسر قرآن - ایک ولی زمانہ

(۴)

ایسے لوگوں کی خوش نصیبی اور نیک بختی کے واسطے کیا ہے جہاں جہیں کسی مرد مومن کی نگاہ کاغذ نے سر فرازی اور سر بلند سے پہنکار کر دیا ہو۔ یقیناً ایسے لوگ معدودے چند ہوا کرتے ہیں۔ میری دانست میں حضرت شیخ التفسیر اس لحاظ سے بھی انتہائی خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ کیونکہ امام الاقطاب حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کی نظر عنایت اور نگاہ کرم نے آپ کے جسم و جان اور قلب و جگر میں ذہنی انقلاب کی ایک لازوال تراب پیدا کر دی۔ یہی وہ تراب ہے، جسے جیہی اور بے قراری تھی جس نے بعد ازاں آپ کو ملک کے اندر ایک ذہنی اور روحانی انقلاب بنا کر کے میں مدد و اعانت دی۔ موقع کی مناسبت سے حکیم الامت کا یہ شعر کس قدر مزوں، مناسب اور برحق معلوم ہوتا ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو بزدلی یقین پیدا کرکھ جاتی ہیں بختیں
اس موقع پر حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کا ذکر خیر سے ملن نہ ہوگا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ذکر خیر ان سطور میں آجائے تاکہ قاریوں پر آپ کے اور شیخ التفسیر کے ذہنی اور روحانی رشتوں کی حقیقت و اہمیت واضح ہو جائے حضرت مولانا عبد اللہ سندھی سیالکوٹ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اچھی آپ ماں کے بطن میں ہی بنے کہ باپ چل بسا۔ اس طرح آپ باپ کی بدرانہ شفقت سے ازلی طور پر محروم کر دیئے گئے۔ دو سال کی عمر کو پہنچے تو دادا اچھی راہیں ملک عدم ہوا۔ اب نیپال والوں نے آپ کی گھبراہٹ اور پرداخت کی طرف اپنی تاملتہ توجہات مرکوز کر دیں۔ سچے سال کی چھوٹی سی عمر میں آپ کو ایک مقامی سکول میں داخل کر دیا گیا جہاں آپ پورے انہک کے ساتھ حصول تعلیم میں مصروف اور محو و مگن ہوئے اور طلباء میں راست بازی اور حق گوئی جیسی اہل اور نایاب نعمت کی بدولت ایک امتیازی مقام حاصل کرنے میں کامیاب رہے کامران ہو گئے۔ انہی ایام میں آپ کے سینے کے اندھیا دل میں نور ہدایت عکس ریز ہوا۔

اور فطرت آپ کو لڑائے جھگڑائی پر مجبور کرنے لگی۔ پھر ایک تھا۔ صاحب اٹھتے جا رہے تھے نقاب کھتے جا رہے تھے، اور آپ بہت جلد ہی دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ ہزاروں کو آپ کو اپنے ہم کھنوں کی رسالت سے چند ایک ایسی دینی کتب یاد آئیں، جن کے مطالعے آپ کے دل و دماغ میں غور و فکر اور طلب و جستجو کی ایک میٹھی سی چھٹیں پیدا کر دی۔ وہ تاریخ نگاریوں تو بہت سی کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں مولانا عبد اللہ بانی کی کتاب "تحفۃ الہند" ہی وہ کتاب تھی جس کے مطالعے آپ کے ذہن اور دماغ کی وسعتوں میں سمائے ہوئے گھر و شرک کو نوا دیا۔ اور نور اسلام کا ایک نرم و چشمہ اپنے نگاہ جس کے میٹھے میٹھے دل سوز گرتے تھے و تیز بہاؤ سے فکر و کوشش و شاغ کی طرح بہا دیا۔ اب دل تو مسلمان ہو چکا تھا، لیکن زبان کو بلا نہ تھا۔ کہ وہ دلی جذبات کی ترجمانی پر بلا کر کئے کیونکہ اس راہ میں ماں کی محبت اور بہنوں کی شفقت کا ایک ممکن حال سمجھا ہوا تھا۔ کچھ دیر تو یہ دلی کسی آگ کی چنگاریاں دل کے اندر ہی دب کر رہ گئیں۔ لیکن بالآخر شعلہ جوالہ بن کر تمام جسم و جان کو خاکستر کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ صداقت اسلام اور نور ہدایت نے باہم سازش کر کے آپ کے بہنوں و خرد و قلب و نظر کو اسیر کر لیا۔

شام کا آجکل گرچہ کچھ تھا۔ نہیں نہیں فطرت الارنامہ کا آجکل گرچہ تھا۔ رات نایک ہوئی تھی، آسمان کے سینے پر دوڑتے ہوئے ستاروں کا کچھم کچھم منزل کی جانب کٹاں کٹاں بڑھ رہا تھا، آسمان کی آواز گونج رہی تھی، کوئٹے میں مولانا کے ذوق و وجدان نے آپ کو بیدار کر دیا۔ آپ نے ماں کی مانتا اور بہنوں کی محبت کو آخری سلام کہا اور تلاش حق کی خاطر جاہ و پیا ہوئے۔ ضلع مظفر گڑھ کے ایک سید کے ہاں جا فرکشن ہوئے، یہیں آپ حلقہ گوش اسلام ہوئے اور بڑا سنگھ کی بجائے عبد اللہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے موسوم ہوئے گئے۔ لیکن یہاں بھی ماں اور بہنوں کی محبت نے

جہاں زمینے دیا۔ چنانچہ آپ سندھ کی جانب چلے گئے جہاں حضرت مولانا حافظ محمد صدیق صاحب کی خدمت عالم میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب اپنے دور کے مجید و با زید تھے۔ حضرت مولانا عبد اللہ کو یہاں چند ماہ کا قیام نصیب ہوا۔ تاہم اس مختصر سی صحبت نے آپ کو بعد حضرت اسلامی کی تحقیق سے بہرہ ور کر دیا۔ مولانا حافظ صاحب کی ذات والا صفات سے اس قدرت اثر ہوئے کہ آپ کے حافظ جی کو اپنا دینی باپ اور روحانی پیٹرا تسلیم کر لیا۔ تسلیم و رضا کے اس جوہر نے آپ کو وہ کچھ دیا۔ جس کا بڑے بڑے شیخنا ہوں کے عزیزوں میں بھی دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ نے حافظ جی کی قیادت میں فقوت و طریقت اور سادگی معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر لئے۔ اس طرح عربی کی چند ابتدائی کتابوں کے مطالعے اپنے ذوق و مشق کو تسکین دیتے رہے۔ تقریباً سو سال کی عمر میں حضرت مولانا عبد اللہ سندھی نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ یہاں آپ کو حضرت شیخ الہند امام محمد حسن کی شفقت نے سہارا دیا۔ آپ کی مدت نگاہوں نے اس فاضل نور کو ان کی پوشیدہ عظمت کو بھانپ لیا اور اپنی فائز و عنایات سے آپ کو سربلند فرما دیا۔ مولانا ایسے ہی بزرگوں کی عنایات کے زیر سایہ تمام علوم اسلامی ازیب کر لئے علم مہر کا ایک دنیا تھا۔ باجوبی مومنوں کی جا رہا تھا۔ ابتدائی گرامی کی ذات بجا میں رہت اور ایک خاص گنگا تھا۔ اسی جذب و کشش کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ خواب میں رسولی انام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

دیوبند سے علم اسلامی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہو کر مراجعت فرمائے سندھ ہوئے یہاں آپ قطب الاقطاب حضرت مولانا سید تاج محمد رحروٹی کے حلقہ ارادت میں آکر اس وقت اس طبعی قائم کیا، جسے دوسرا ملک بطریق احسن سمجھتے رہے۔ سلاطین و مہتمم حضرت مولانا راشد اللہ صاحب نے آپ کی خاطر مدرسہ دارالرشاد قائم کیا۔ یہاں آپ سات سال کی طویل مدت تک خدمت و دین سرعام دیتے رہے۔ مولانا عبد اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ یہ وہ بزرگ مدرسہ ہے جس نے افوارہ برکات کی بدولت آپ کو بڑا مصلح کی زیارت کا موقع عطا کیا۔ امام باگت بھی اسی مدرسہ میں آپ سے خواب کی دنیا میں ملے ہوئے۔ اس مدرسہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس مدرسے سے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب کو ابتدائی تعلیم

کی مراعات سے بہرہ ور کر دیا۔
۱۹۰۹ء میں آپ کی زندگی نے ایک طبعی کی انقلابی گردول کی حضرت شیخ الہند کی دعوت پر آپ نے دیوبند میں حجت الاسلام کا درجہ حاصل کیا۔ جو بعد میں ہجرتی الاسلام ہند کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں آپ کے ذہن میں ایک سنگ مرمر بن گیا۔ دینا یعنی سکون کا ناشائستہ زندگی سے ہٹنا۔ آپ چوب کلیم کے گرد دانش فرنگ کو لکھانے لگے۔ لیکن اس کے بغیر گذر ممکن نہیں۔

مذہب دانش حاضر نے کیا کچھ قدیم گذرا۔ جس میں آپ کی سب سے پہلی شہرت میں انقلابی سرگرمیوں کو دیکھ کر ایرانی شاہی کی جبین عرق آلود ہو گئی۔ چنانچہ دینی شعور حرکت میں آیا اور آپ کے لیے دیوبند میں تادیب دینا ممکن نہ رہا۔ چنانچہ آپ کو ۱۹۱۵ء میں اپنے پیر شیخ حضرت مولانا سید تاج محمد آمدی کے پاس پناہ لینا پڑا۔ پھر روس، ترکی اور مکہ معظمہ کی حلاوت تاب سرزمین ملک اپنے انقلابی افکار کا ایک سیلاب بہا دیا۔ آپ کے ہونٹوں پر تادم آخری غم نہ خالی لیکن دھند آخر میں رہا۔ یہاں تک کہ موت بھی ان سے آن کا یہ حق نہیں دسکی۔

یہ ہیں مولانا عبد اللہ سندھی بن کا ذکر

انتہائی اجماع و اختصار سے کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کے اذہان اس حقیقت سے بھری آشت ہو جائیں۔ مولانا احمد علی صاحب کو شیخ التفسیر کا خطاب عطا کرنے میں حضرت مولانا سندھی کی عنایات کا کچھ حد تک عمل دخل ہے۔

سبھی بات قرآن ہے کہ مولانا سندھی مولانا احمد علی مرحوم و مغفور کے سچے سرپرست ہیں یہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس سے حضرت مولانا احمد علی مرحوم کو گورالوازم کے ایک پھرنے سے گاؤں سے اٹھا کر

سندھ کی سرزمین کے حوالے کر دیا۔ یہاں آپ اپنی خداداد استعداد و قابلیت کے مطابق اپنے اس دل لہنائی میں ترقی و ارتقاء کی جانب قدم بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ مولانا سندھی کے حقیقی حلقین ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ مولانا سندھی کے ہرہ دی آ گئے اور ان کے خصوصی دکن نظارت المعارف القرآن میں شرکت کی اور مولانا سندھی کے کامل تشریف سے جاتے۔ یہ ان کی نبات کی مولانا سندھی نے آپ کو سندھ خصوصاً اور سندھیات عطا کی اور عبد اللہ کو زندگی بھر کلام اللہ کی تدبیر کو جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت شیخ التفسیر تاجین حیات اس وعدہ کو نبھاتے رہے جو اپنے شیخ حضرت مولانا

سید تاج محمد آمدی کے گورہ کر کے تھے۔ اس وعدہ کی تکمیل میں آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ بھی وقف کر دیا۔ مہربان قسم کے مصائب و آلام سے بھی دوچار ہوئے۔ لیکن اپنے وعدہ کی آبرو کو محفوظ رکھنے میں آپ نے ہاتھ بے استغناء میں رکھے اور ہرگز کسی شخص سے نہ آئی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ اپنے پیر کے سچے مرید ہیں صرف نام کے مرید نہیں بلکہ پیر کے رنگ میں رنگے ہوئے مرید ہیں۔

ابن ماجہ شریف

— آدھی قیمت میں —

حدیث کی مشہور و معروف کتاب سنن ابن ماجہ شریف ترمذی اردو کا ۱۲ روپے۔ دینی ۲۰ روپے کے ۴ روپے حاصل ڈاک ایک دھبی کلی ۷ روپے پیشگی بچ کران ہی طلب فرمائیں

مولانا قاری عبد الغفار

امام محمد

آرٹھلی میڈان آرٹھلی روڈ کراچی

تفسیر ابن کثیر اردو

(۲۰۰ صفحات)

جس کو ہر نواٹے کے علماء کرام بھی قبولیت کا شرف حاصل ہے یہ علامہ ابن کثیر دمشقی کی بلند پایہ مشہور عالم تفسیر کا ترجمہ ہے۔ یہ تفسیر دنیائے اسلام میں بہترین اور مستند تسلیم کی گئی ہے جو ہر زمانے کے علمائے اس کو شرف قربیت بخش ہے اور امام الحنفیہ کا لقب دیا ہے۔ تمام عربی و اردو تفسیر اس سے اخذ ہیں۔ قیمت فی جلد اول پارہ ۱ تا ۱۰ جلد تیرہ روپے ۸ آئے۔ قیمت جلد دوم پارہ ۱۱ تا ۱۲ جلد ۴ روپے آٹھ آئے جلد سوم پارہ ۱۳ تا ۱۸ جلد ۹ روپے چارم پارہ ۱۹ تا ۲۴ دس روپے۔ جلد پنجم پارہ ۲۵ تا ۳۰ پارہ ۳۱ روپے آٹھ آئے مکمل جلد پچیس روپے رعایت ۵ روپے مکمل جلد پچاس روپے۔ پیشگی ضروری روانہ کریں۔ خرچہ بندہ بردار۔ خوش۔ بہتر کے قرآن مجید عربی و فارسی دونوں میں سکال کا علم مشرقی و مغربی تماموں کا شاہک رہتا ہے۔

۳۹	۲۹	۱۹	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۱۱۰	۱۲۰	۱۳۰	۱۴۰	۱۵۰	۱۶۰	۱۷۰	۱۸۰	۱۹۰	۲۰۰	۲۱۰	۲۲۰	۲۳۰	۲۴۰	۲۵۰	۲۶۰	۲۷۰	۲۸۰	۲۹۰	۳۰۰	۳۱۰	۳۲۰	۳۳۰	۳۴۰	۳۵۰	۳۶۰	۳۷۰	۳۸۰	۳۹۰	۴۰۰	۴۱۰	۴۲۰	۴۳۰	۴۴۰	۴۵۰	۴۶۰	۴۷۰	۴۸۰	۴۹۰	۵۰۰	۵۱۰	۵۲۰	۵۳۰	۵۴۰	۵۵۰	۵۶۰	۵۷۰	۵۸۰	۵۹۰	۶۰۰	۶۱۰	۶۲۰	۶۳۰	۶۴۰	۶۵۰	۶۶۰	۶۷۰	۶۸۰	۶۹۰	۷۰۰	۷۱۰	۷۲۰	۷۳۰	۷۴۰	۷۵۰	۷۶۰	۷۷۰	۷۸۰	۷۹۰	۸۰۰	۸۱۰	۸۲۰	۸۳۰	۸۴۰	۸۵۰	۸۶۰	۸۷۰	۸۸۰	۸۹۰	۹۰۰	۹۱۰	۹۲۰	۹۳۰	۹۴۰	۹۵۰	۹۶۰	۹۷۰	۹۸۰	۹۹۰	۱۰۰۰	۱۰۱۰	۱۰۲۰	۱۰۳۰	۱۰۴۰	۱۰۵۰	۱۰۶۰	۱۰۷۰	۱۰۸۰	۱۰۹۰	۱۱۰۰	۱۱۱۰	۱۱۲۰	۱۱۳۰	۱۱۴۰	۱۱۵۰	۱۱۶۰	۱۱۷۰	۱۱۸۰	۱۱۹۰	۱۲۰۰	۱۲۱۰	۱۲۲۰	۱۲۳۰	۱۲۴۰	۱۲۵۰	۱۲۶۰	۱۲۷۰	۱۲۸۰	۱۲۹۰	۱۳۰۰	۱۳۱۰	۱۳۲۰	۱۳۳۰	۱۳۴۰	۱۳۵۰	۱۳۶۰	۱۳۷۰	۱۳۸۰	۱۳۹۰	۱۴۰۰	۱۴۱۰	۱۴۲۰	۱۴۳۰	۱۴۴۰	۱۴۵۰	۱۴۶۰	۱۴۷۰	۱۴۸۰	۱۴۹۰	۱۵۰۰	۱۵۱۰	۱۵۲۰	۱۵۳۰	۱۵۴۰	۱۵۵۰	۱۵۶۰	۱۵۷۰	۱۵۸۰	۱۵۹۰	۱۶۰۰	۱۶۱۰	۱۶۲۰	۱۶۳۰	۱۶۴۰	۱۶۵۰	۱۶۶۰	۱۶۷۰	۱۶۸۰	۱۶۹۰	۱۷۰۰	۱۷۱۰	۱۷۲۰	۱۷۳۰	۱۷۴۰	۱۷۵۰	۱۷۶۰	۱۷۷۰	۱۷۸۰	۱۷۹۰	۱۸۰۰	۱۸۱۰	۱۸۲۰	۱۸۳۰	۱۸۴۰	۱۸۵۰	۱۸۶۰	۱۸۷۰	۱۸۸۰	۱۸۹۰	۱۹۰۰	۱۹۱۰	۱۹۲۰	۱۹۳۰	۱۹۴۰	۱۹۵۰	۱۹۶۰	۱۹۷۰	۱۹۸۰	۱۹۹۰	۲۰۰۰	۲۰۱۰	۲۰۲۰	۲۰۳۰	۲۰۴۰	۲۰۵۰	۲۰۶۰	۲۰۷۰	۲۰۸۰	۲۰۹۰	۲۱۰۰	۲۱۱۰	۲۱۲۰	۲۱۳۰	۲۱۴۰	۲۱۵۰	۲۱۶۰	۲۱۷۰	۲۱۸۰	۲۱۹۰	۲۲۰۰	۲۲۱۰	۲۲۲۰	۲۲۳۰	۲۲۴۰	۲۲۵۰	۲۲۶۰	۲۲۷۰	۲۲۸۰	۲۲۹۰	۲۳۰۰	۲۳۱۰	۲۳۲۰	۲۳۳۰	۲۳۴۰	۲۳۵۰	۲۳۶۰	۲۳۷۰	۲۳۸۰	۲۳۹۰	۲۴۰۰	۲۴۱۰	۲۴۲۰	۲۴۳۰	۲۴۴۰	۲۴۵۰	۲۴۶۰	۲۴۷۰	۲۴۸۰	۲۴۹۰	۲۵۰۰	۲۵۱۰	۲۵۲۰	۲۵۳۰	۲۵۴۰	۲۵۵۰	۲۵۶۰	۲۵۷۰	۲۵۸۰	۲۵۹۰	۲۶۰۰	۲۶۱۰	۲۶۲۰	۲۶۳۰	۲۶۴۰	۲۶۵۰	۲۶۶۰	۲۶۷۰	۲۶۸۰	۲۶۹۰	۲۷۰۰	۲۷۱۰	۲۷۲۰	۲۷۳۰	۲۷۴۰	۲۷۵۰	۲۷۶۰	۲۷۷۰	۲۷۸۰	۲۷۹۰	۲۸۰۰	۲۸۱۰	۲۸۲۰	۲۸۳۰	۲۸۴۰	۲۸۵۰	۲۸۶۰	۲۸۷۰	۲۸۸۰	۲۸۹۰	۲۹۰۰	۲۹۱۰	۲۹۲۰	۲۹۳۰	۲۹۴۰	۲۹۵۰	۲۹۶۰	۲۹۷۰	۲۹۸۰	۲۹۹۰	۳۰۰۰	۳۰۱۰	۳۰۲۰	۳۰۳۰	۳۰۴۰	۳۰۵۰	۳۰۶۰	۳۰۷۰	۳۰۸۰	۳۰۹۰	۳۱۰۰	۳۱۱۰	۳۱۲۰	۳۱۳۰	۳۱۴۰	۳۱۵۰	۳۱۶۰	۳۱۷۰	۳۱۸۰	۳۱۹۰	۳۲۰۰	۳۲۱۰	۳۲۲۰	۳۲۳۰	۳۲۴۰	۳۲۵۰	۳۲۶۰	۳۲۷۰	۳۲۸۰	۳۲۹۰	۳۳۰۰	۳۳۱۰	۳۳۲۰	۳۳۳۰	۳۳۴۰	۳۳۵۰	۳۳۶۰	۳۳۷۰	۳۳۸۰	۳۳۹۰	۳۴۰۰	۳۴۱۰	۳۴۲۰	۳۴۳۰	۳۴۴۰	۳۴۵۰	۳۴۶۰	۳۴۷۰	۳۴۸۰	۳۴۹۰	۳۵۰۰	۳۵۱۰	۳۵۲۰	۳۵۳۰	۳۵۴۰	۳۵۵۰	۳۵۶۰	۳۵۷۰	۳۵۸۰	۳۵۹۰	۳۶۰۰	۳۶۱۰	۳۶۲۰	۳۶۳۰	۳۶۴۰	۳۶۵۰	۳۶۶۰	۳۶۷۰	۳۶۸۰	۳۶۹۰	۳۷۰۰	۳۷۱۰	۳۷۲۰	۳۷۳۰	۳۷۴۰	۳۷۵۰	۳۷۶۰	۳۷۷۰	۳۷۸۰	۳۷۹۰	۳۸۰۰	۳۸۱۰	۳۸۲۰	۳۸۳۰	۳۸۴۰	۳۸۵۰	۳۸۶۰	۳۸۷۰	۳۸۸۰	۳۸۹۰	۳۹۰۰	۳۹۱۰	۳۹۲۰	۳۹۳۰	۳۹۴۰	۳۹۵۰	۳۹۶۰	۳۹۷۰	۳۹۸۰	۳۹۹۰	۴۰۰۰	۴۰۱۰	۴۰۲۰	۴۰۳۰	۴۰۴۰	۴۰۵۰	۴۰۶۰	۴۰۷۰	۴۰۸۰	۴۰۹۰	۴۱۰۰	۴۱۱۰	۴۱۲۰	۴۱۳۰	۴۱۴۰	۴۱۵۰	۴۱۶۰	۴۱۷۰	۴۱۸۰	۴۱۹۰	۴۲۰۰	۴۲۱۰	۴۲۲۰	۴۲۳۰	۴۲۴۰	۴۲۵۰	۴۲۶۰	۴۲۷۰	۴۲۸۰	۴۲۹۰	۴۳۰۰	۴۳۱۰	۴۳۲۰	۴۳۳۰	۴۳۴۰	۴۳۵۰	۴۳۶۰	۴۳۷۰	۴۳۸۰	۴۳۹۰	۴۴۰۰	۴۴۱۰	۴۴۲۰	۴۴۳۰	۴۴۴۰	۴۴۵۰	۴۴۶۰	۴۴۷۰	۴۴۸۰	۴۴۹۰	۴۵۰۰	۴۵۱۰	۴۵۲۰	۴۵۳۰	۴۵۴۰	۴۵۵۰	۴۵۶۰	۴۵۷۰	۴۵۸۰	۴۵۹۰	۴۶۰۰	۴۶۱۰	۴۶۲۰	۴۶۳۰	۴۶۴۰	۴۶۵۰	۴۶۶۰	۴۶۷۰	۴۶۸۰	۴۶۹۰	۴۷۰۰	۴۷۱۰	۴۷۲۰	۴۷۳۰	۴۷۴۰	۴۷۵۰	۴۷۶۰	۴۷۷۰	۴۷۸۰	۴۷۹۰	۴۸۰۰	۴۸۱۰	۴۸۲۰	۴۸۳۰	۴۸۴۰	۴۸۵۰	۴۸۶۰	۴۸۷۰	۴۸۸۰	۴۸۹۰	۴۹۰۰	۴۹۱۰	۴۹۲۰	۴۹۳۰	۴۹۴۰	۴۹۵۰	۴۹۶۰	۴۹۷۰	۴۹۸۰	۴۹۹۰	۵۰۰۰	۵۰۱۰	۵۰۲۰	۵۰۳۰	۵۰۴۰	۵۰۵۰	۵۰۶۰	۵۰۷۰	۵۰۸۰	۵۰۹۰	۵۱۰۰	۵۱۱۰	۵۱۲۰	۵۱۳۰	۵۱۴۰	۵۱۵۰	۵۱۶۰	۵۱۷۰	۵۱۸۰	۵۱۹۰	۵۲۰۰	۵۲۱۰	۵۲۲۰	۵۲۳۰	۵۲۴۰	۵۲۵۰	۵۲۶۰	۵۲۷۰	۵۲۸۰	۵۲۹۰	۵۳۰۰	۵۳۱۰	۵۳۲۰	۵۳۳۰	۵۳۴۰	۵۳۵۰	۵۳۶۰	۵۳۷۰	۵۳۸۰	۵۳۹۰	۵۴۰۰	۵۴۱۰	۵۴۲۰	۵۴۳۰	۵۴۴۰	۵۴۵۰	۵۴۶۰	۵۴۷۰	۵۴۸۰	۵۴۹۰	۵۵۰۰	۵۵۱۰	۵۵۲۰	۵۵۳۰	۵۵۴۰	۵۵۵۰	۵۵۶۰	۵۵۷۰	۵۵۸۰	۵۵۹۰	۵۶۰۰	۵۶۱۰	۵۶۲۰	۵۶۳۰	۵۶۴۰	۵۶۵۰	۵۶۶۰	۵۶۷۰	۵۶۸۰	۵۶۹۰	۵۷۰۰	۵۷۱۰	۵۷۲۰	۵۷۳۰	۵۷۴۰	۵۷۵۰	۵۷۶۰	۵۷۷۰	۵۷۸۰	۵۷۹۰	۵۸۰۰	۵۸۱۰	۵۸۲۰	۵۸۳۰	۵۸۴۰	۵۸۵۰	۵۸۶۰	۵۸۷۰	۵۸۸۰	۵۸۹۰	۵۹۰۰	۵۹۱۰	۵۹۲۰	۵۹۳۰	۵۹۴۰	۵۹۵۰	۵۹۶۰	۵۹۷۰	۵۹۸۰	۵۹۹۰	۶۰۰۰	۶۰۱۰	۶۰۲۰	۶۰۳۰	۶۰۴۰	۶۰۵۰	۶۰۶۰	۶۰۷۰	۶۰۸۰	۶۰۹۰	۶۱۰۰	۶۱۱۰	۶۱۲۰	۶۱۳۰	۶۱۴۰	۶۱۵۰	۶۱۶۰	۶۱۷۰	۶۱۸۰	۶۱۹۰	۶۲۰۰	۶۲۱۰	۶۲۲۰	۶۲۳۰	۶۲۴۰	۶۲۵۰	۶۲۶۰	۶۲۷۰	۶۲۸۰	۶۲۹۰	۶۳۰۰	۶۳۱۰	۶۳۲۰	۶۳۳۰	۶۳۴۰	۶۳۵۰	۶۳۶۰	۶۳۷۰	۶۳۸۰	۶۳۹۰	۶۴۰۰	۶۴۱۰	۶۴۲۰	۶۴۳۰	۶۴۴۰	۶۴۵۰	۶۴۶۰	۶۴۷۰	۶۴۸۰	۶۴۹۰	۶۵۰۰	۶۵۱۰	۶۵۲۰	۶۵۳۰	۶۵۴۰	۶۵۵۰	۶۵۶۰	۶۵۷۰	۶۵۸۰	۶۵۹۰	۶۶۰۰	۶۶۱۰	۶۶۲۰	۶۶۳۰	۶۶۴۰	۶۶۵۰	۶۶۶۰	۶۶۷۰	۶۶۸۰	۶۶۹۰	۶۷۰۰	۶۷۱۰	۶۷۲۰	۶۷۳۰	۶۷۴۰	۶۷۵۰	۶۷۶۰	۶۷۷۰	۶۷۸۰	۶۷۹۰	۶۸۰۰	۶۸۱۰	۶۸۲۰	۶۸۳۰	۶۸۴۰	۶۸۵۰	۶۸۶۰	۶۸۷۰	۶۸۸۰	۶۸۹۰	۶۹۰۰	۶۹۱۰	۶۹۲۰	۶۹۳۰	۶۹۴۰	۶۹۵۰	۶۹۶۰	۶۹۷۰	۶۹۸۰	۶۹۹۰	۷۰۰۰	۷۰۱۰	۷۰۲۰	۷۰۳۰	۷۰۴۰	۷۰۵۰	۷۰۶۰	۷۰۷۰	۷۰۸۰	۷۰۹۰	۷۱۰۰	۷۱۱۰	۷۱۲۰	۷۱۳۰	۷۱۴۰	۷۱۵۰	۷۱۶۰	۷۱۷۰	۷۱۸۰	۷۱۹۰	۷۲۰۰	۷۲۱۰	۷۲۲۰	۷۲۳۰	۷۲۴۰	۷۲۵۰	۷۲۶۰	۷۲۷۰	۷۲۸۰	۷۲۹۰	۷۳۰۰	۷۳۱۰	۷۳۲۰	۷۳۳۰	۷۳۴۰	۷۳۵۰	۷۳۶۰	۷۳۷۰	۷۳۸۰	۷۳۹۰	۷۴۰۰	۷۴۱۰	۷۴۲۰	۷۴۳۰	۷۴۴۰	۷۴۵۰	۷۴۶۰	۷۴۷۰	۷۴۸۰	۷۴۹۰	۷۵۰۰	۷۵۱۰	۷۵۲۰	۷۵۳۰	۷۵۴۰	۷۵۵۰	۷۵۶۰	۷۵۷۰	۷۵۸۰	۷۵۹۰	۷۶۰۰	۷۶۱۰	۷۶۲۰	۷۶۳۰	۷۶۴۰	۷۶۵۰	۷۶۶۰	۷۶۷۰	۷۶۸۰	۷۶۹۰	۷۷۰۰	۷۷۱۰	۷۷۲۰	۷۷۳۰	۷۷۴۰	۷۷۵۰	۷۷۶۰	۷۷۷۰	۷۷۸۰	۷۷۹۰	۷۸۰۰	۷۸۱۰	۷۸۲۰	۷۸۳۰	۷۸۴۰	۷۸۵۰	۷۸۶۰	۷۸۷۰	۷۸۸۰	۷۸۹۰	۷۹۰۰	۷۹۱۰	۷۹۲۰	۷۹۳۰	۷۹۴۰	۷۹۵۰	۷۹۶۰	۷۹۷۰	۷۹۸۰	۷۹۹۰	۸۰۰۰	۸۰۱۰	۸۰۲۰	۸۰۳۰	۸۰۴۰	۸۰۵۰	۸۰۶۰	۸۰۷۰	۸۰۸۰	۸۰۹۰	۸۱۰۰	۸۱۱۰	۸۱۲۰	۸۱۳۰	۸۱۴۰	۸۱۵۰	۸۱۶۰	۸۱۷۰	۸۱۸۰	۸۱۹۰	۸۲۰۰	۸۲۱۰	۸۲۲۰	۸۲۳۰	۸۲۴۰	۸۲۵۰	۸۲۶۰	۸۲۷۰	۸۲۸۰	۸۲۹۰	۸۳۰۰	۸۳۱۰	۸۳۲۰	۸۳۳۰	۸۳۴۰	۸۳۵۰	۸۳۶۰	۸۳۷۰	۸۳۸۰	۸۳۹۰	۸۴۰۰	۸۴۱۰	۸۴۲۰	۸۴۳۰	۸۴۴۰	۸۴۵۰	۸۴۶۰	۸۴۷۰	۸۴۸۰	۸۴۹۰	۸۵۰۰	۸۵۱۰	۸۵۲۰	۸۵۳۰	۸۵۴۰	۸۵۵۰	۸۵۶۰	۸۵۷۰	۸۵۸۰	۸۵۹۰	۸۶۰۰	۸۶۱۰	۸۶۲۰	۸۶۳۰	۸۶۴۰	۸۶۵۰	۸۶۶۰	۸۶۷۰	۸۶۸۰	۸۶۹۰	۸۷۰۰	۸۷۱۰	۸۷۲۰	۸۷۳۰	۸۷۴۰	۸۷۵۰	۸۷۶۰	۸۷۷۰	۸۷۸۰	۸۷۹۰	۸۸۰۰	۸۸۱۰	۸۸۲۰	۸۸۳۰	۸۸۴۰	۸۸۵۰	۸۸۶۰	۸۸۷۰	۸۸۸۰	۸۸۹۰	۸۹۰۰	۸۹۱۰	۸۹۲۰	۸۹۳۰	۸۹۴۰	۸۹۵۰	۸۹۶۰	۸۹۷۰	۸۹۸۰	۸۹۹۰	۹۰۰۰	۹۰۱۰	۹۰۲۰	۹۰۳۰	۹۰۴۰	۹۰۵۰	۹۰۶۰	۹۰۷۰	۹۰۸۰	۹۰۹۰	۹۱۰۰	۹۱۱۰	۹۱۲۰	۹۱۳۰	۹۱۴۰	۹۱۵۰	۹۱۶۰	۹۱۷۰	۹۱۸۰	۹۱۹۰	۹۲۰۰	۹۲۱۰	۹۲۲۰	۹۲۳۰	۹۲۴۰	۹۲۵۰	۹۲۶۰	۹۲۷۰	۹۲۸۰	۹۲۹۰	۹۳۰۰	۹۳۱۰	۹۳۲۰	۹۳۳۰	۹۳۴۰	۹۳۵۰	۹۳۶۰	۹۳۷۰	۹۳۸۰	۹۳۹۰	۹۴۰۰	۹۴۱۰	۹۴۲۰	۹۴۳۰	۹۴۴۰	۹۴۵۰	۹۴۶۰	۹۴۷۰	۹۴۸۰	۹۴۹۰	۹۵۰۰	۹۵۱۰	۹۵۲۰	۹۵۳۰	۹۵۴۰	۹۵۵۰	۹۵۶۰	۹۵۷۰	۹۵۸۰	۹۵۹۰	۹۶۰۰	۹۶۱۰	۹۶۲۰	۹۶۳۰	۹۶۴۰	۹۶۵۰	۹۶۶۰	۹۶۷۰	
----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	--

ماہر علیہ السلام لکھنؤی پٹنہ

رحمت دو عالم فضل الانبیاء میں

ملخص از فقیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحبانہ حلوی

شان ہی نہیں خطہ ہی نہیں کہ قبیل و کثیر کا فرق ہو کہ اور امتوں میں یہ علم قبیل ہو اور امت محمدیہ میں کثیر بلکہ دوسری امتیں اس علم کے نام ہی سے آشنا ہیں۔

مختصر یہ کہ شریعت محمدیہ نے کوئی چیز ایسی نہیں چھڑی کہ جس کا حکم نہ دیا ہو اور کوئی شر اور امر حق، کوئی فتنہ اور منکر ایسا نہیں چھڑا کہ جس کی حالت نہ کی ہو۔ شریعت محمدیہ نے حق جل شانہ کے بارہ میں ایسے صحیح اور ٹھیک ٹھیک مفاد کی تعلیم دی کہ بارگاہِ خدا جل جلالہ والا کرام کے شان کے شایان اور ان تمام نقائص سے تزکیہ و تقدس کا حکم دیا کہ شان اور ہیبت کے متنی اور مبانی (فانفا) ہوں اور علیٰ ہذا انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے آداب اور ان کے عصمت نامہ اور قدسی صفات اور عملی ہمت و رزق و افاضات سے جو منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہوں انہیے کرام کی تصدیق و تہذیب کو خوب واضح اور روشن کر کے بتلایا اور یادگار و خلد و زندگی میں مشروع و مشروع و کرم و مجد اور سوال و منفعت و رحمت اور قس و انابت کے وہ طریقے بتلائے کہ جس کا ذکر کسی آسانی کتاب میں پڑے اور نہ زمینی کتاب میں

شریعت محمدیہ نے مکارم اخلاق کی ایسی

آپ کی شریعت کا بے نظیر ہونا

آپ کی شریعت نرا اور آپ کا دین ایسا کامل اور مکمل کہ اس کے اسرار اور ہرگز اور محتاج کی کوئی حد نہیں جب اس کے کسی حکم میں غور کیا جائے تو وہ بے شمار فوائد اور منافع اور اسرار و حکم پر مبنی نظر آتا ہے۔ علمائے اسلام نے جہاں اور نئی نئی قسم کے علوم ایجاد فرمائے وہاں اسرار شریعت کا بھی ایک علم ایجاد فرمایا اس علم میں علمائے اسلام نے شریعت محمدیہ کے حکم کا عقل سلیم اور اہم مستقیم کے مطابق ہونا اور ہر مسئلہ کا بے شمار اسرار و حکم پر مبنی ہونا ثابت کیا۔ جس شخص کو اس کی تحقیق اور تصدیق مقصود ہو وہ فتوحات کیلئے ایجاد العلوم اور حجتہ اللہ البالغہ، حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم قدس اللہ سرہم کی تصانیف کا مطالعہ کرے۔

یہ علم حق جل شانہ کی طرف سے صحت امت محمدیہ کو عطا ہوا کسی امت میں اس علم کا نام

اولی اسلام کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و بہتر ہیں اس لئے آپ کی کتاب یعنی قرآن کریم ان تمام کتابوں اور معنیوں سے افضل ہے جو انہیے سابقین پر تباری گئیں۔ علیٰ ہذا آپ کا دین اور آپ کی شریعت خرد تمام شراخ اور ادیان سے مکمل اور آپ کے معجزات اور دلائل نبوت اور آیات رسالت تمام انبیاء و مرسلین کے معجزات سے اکثر و بیشتر اور خود آپ کی ذات ستودہ صفات تمام اولیوں و آخرین سے زائد اعلیٰ اور اتم اور مکارم اخلاق اور محاسن شیم ہیں سب سے زائد مکمل اور اتم اور قوت و دفعی میں بے نظیر اور زہد و ورع میں بے مثل اور یکتا ہے۔

قرآن کا لاثانی ہونا

تفصیل اس اجمال کی ہے کہ آپ کی کتاب یعنی قرآن کریم کا تمام کتب الہیہ اور مصحف سادہ سے افضل اور بہتر ہونا باطل ظاہر اور باہر ہے۔ قرآن کریم نے جس شرح و بسط سے علم ذات و صفات اور علم شراخ اور احکام اور علم اخلاق اور علم ہدایت اور علم آخرت اور علم مہمدا و معاد اور علم معاشرت اور علم تجارت کو بیان کیا ہے کوئی کتاب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ اگر کسی کو اس میں شک ہے تو قرآنی کتاب لا دکھائے جو علم کو حادی اور جامع ہو۔ اور نہ قرآن کی طرح کوئی کتاب ایسی فصیح و بیضی ہے کہ تمام عالم اس کا مثل لانے سے عاجز اور داندہ ہو اور نہ قرآن کی طرح کوئی کتاب ایسی حقیقہ ہے کہ جس میں آج تک ایک نقطہ اور ایک شورش کا بھی فقیر اور تکرار نہ تھا جو اور نہ قرآن کریم کی طرح دنیا میں کوئی ایسی کتاب ہے کہ چار دھب عالم میں جس کے ہزاروں اور لاکھوں حافظ موجود ہوں۔ یہودی، عیسائی اور ہندو ساری دنیا میں سے قرأت، تفسیر اور دیکھ کا کسی ایک ہی کچا پکا حافظ دکھلا دیں تو جاہل۔

قطب الانوار حضرت رائے پوری قدس سرہ العزیز

محمود احمد صاحب عارف، خازن جامعہ مدنیہ لاہور
ہادی راہدہی حضرت عبدالقادر
عشق مولائیں فن حضرت عبدالقادر
تایف خسرِ رسل سپیکر تسلیم و رضا
آج کے دور کے تھے ثانی علیہ الصلوٰۃ
قطب تکیوں بھی تھے صاحب راشدی تھے
علم و حکمت کا تراک مہر جہان تاب تھے وہ
مصلح قوم وہ یکتاے زمان تھے عارف
مخزن ہدایت و سخا حضرت عبدالقادر

جان ارباب فن حضرت عبدالقادر
منظر لطف خدا حضرت عبدالقادر
جامع صدق و صفا حضرت عبدالقادر
آہ وہ مرحوم حضرت عبدالقادر
معدن لطف و عطا حضرت عبدالقادر
منبع رشد و ہدیٰ حضرت عبدالقادر

تکمیل کی کہ کوئی ظاہری اور باطنی خلق حسن اور صفت محمودہ ایسی نہ چھوٹی کہ جس کی بڑی تاکید نہ کی ہو جیسے علم، صبر، رضا و سبکدوشی، عفت و تقویٰ، اخلاق اور توکل، صبر، ایثار اور اشتیاق، فقرے خداوندی، ذکر اور شکر، فقراء اور سائین کے ساتھ احسان اور مہار، ارباب دنیا سے پرہیز، اکابر دنیا کی توفیر و سکون اور اصناف پھولوں پر شفقت اور نرم، علی ہذا بڑے اخلاق میں سے کوئی ظاہری اور باطنی خلق ذلیل ایسا نہ چھوٹا کہ جس کی ترک کی تاکید اور اس کے کرنے پر سختی نہ دی ہو جیسے کبر، حسد، حسد مال اور حبت جاہ۔

بعض و حسد، جھوٹ چٹل خوری اور تمہر، تکبر، خود پسندی اور دوسروں کی تحقیر و تذلیل، لوگوں کے محبوب کی تلاش و مفرغہ و فقرہ قرآن اور حدیث نے جس شدت سے ان بڑے اخلاق سے بچنے کی تاکید کی اور جس تفصیل سے ان باطنی امراض کا علاج بتایا ہے کوئی شریعت اور کوئی ملت اس کی نظیر تو کیا دیکھتے ہیں؟ نہیں پیش کر سکتی اور علی ہذا شریعت محمدیہ نے معاشرت یعنی نکاح و طلاق، صلہ اور لعان اور حقوق زوجین اور معاملات و معاہدات کے وہ قواعد یکہ اور احکام جزئیہ بتائے کہ جس سے آج دنیا کے ازکیا (ضعفائے عکما، اہلین سیاست اور ارباب دولت مستغنیہ جو سب ہیں اور ان کے پاس اس سے بہتر کوئی شریعت موجود نہ تھی) اس سے فائدہ اٹھاتے۔ شریعت محمدیہ سے فائدہ طلب کرنے اور شریعت اسلامیہ کے دسترخوان سے خوش چینی کی کیا صورت تھی۔

انصاف تو یہ ہے کہ اگر ہزار سال کی تعلیم کے بعد بھی کوئی شخص ایسی شریعت پیش کرے تو وہ اس کے نبی مرسِل اور تمام عالم میں اس کے افضل اور اعلیٰ ہونے کی روشنی دیکھ بھی جائے۔ چہ جائیکہ ایک شخص کہ جس نے نہ بھی پڑھا اور نہ لکھا اور نہ کبھی علماء کی محنت اس کو قسب ہوئی وہ ایسی کامل اور مکمل شریعت پیش کرے جس کے سامنے تمام جھٹکے عالم دگ اور ہیراں ہوں۔ صاف طور پر اس کے رسول اکظم اور سرور عالم ہونے کی آفتاب سے بھی زیادہ روشنی دیکھ لیں۔

آنحضرت کا سب سے زیادہ عالم ہونا
اد آنحضرت کا تمام ادین و آئین سے بڑھ کر علم ہونا تو آپ کی شریعت کا لازمی وجہ احادیث طیبہ اور جماعت علم اور احادیث قدسیہ

سے واضح ہے نیز تمام عقلا شاگردوں کے احوال سے، استاد کے علم و فضل اور کمال کا پتہ چلا دیتے ہیں۔ شاگردوں سے جس قسم کا کمال ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں اس سے استاد اور معلم کے کمال کا سراغ لگاتے ہیں۔

اسی طرح محمد رسول اللہ کا ایک ایسی جمالی قوم کو جو ہر قسم کی جمالت اور گری میں گھری ہوئی تھی تعلیم دے کر علم اور قدرتی کو عدل و انصاف سے اور ان کی نسبت کو بردباری سے اور ان کی جمالت کو علم اور معرفت سے اور ان کے باطنی بھض اور عداوت کو محبت اور الفت سے اور ان کی شقاوت (دیرینگی) اور گری کو نیکی اور مہمت سے، اور ان کے عصیان (نافرمانی) کو طاعت سے اور ان کے کفر و کفر کو ایمان سے، صفت کو قوت سے شناخت کو ایمان سے اور غش و پلے حیاتی کو خیریت و پاکدامنی سے، بُری باتوں کو اچھی باتوں سے بدل دینا اور علم، الیات، علم نبوت، علم معاش اور معاد، علم اخلاق، علم حیات، علم معاشرت، علم معاملات اور علم سیاسیات ملکیہ اور مدنیہ میں رشک، اظہار اور استار عکما، عالم بنا دینا کیا یہ آنحضرت کے کمال علم و معرفت کی روشنی اور علمی ہوئی دلیل نہیں۔

تصانیف امت محمدیہ کا سب سے افضل ہونا

اعتقاد نہ ہو تو علمائے اسلام کی تصانیف کا تمام دنیا کے علماء مذہب کی تصانیف سے مقابلہ و موازنہ کر لیں اور خوب کر لیں وہ حقائق اور دقائق جو علمائے اسلام کی تصانیف میں دریا کی طرح بہ رہے ہیں ان کا ایک قطرہ بھی دیگر علمائے مذہب کی تصانیف میں تا قیام قیامت انشاء اللہ العزیز ہرگز ہرگز نہ مل سکے گا۔

امت محمدیہ میں اس قسم کے علوم و معارف، اسرار و لطائف، انوار و برکات، خوارق و کرامات کا موجود رہنا یہ اس امر کی بین اور روش دلیل ہے کہ ہرگز آپ کی نبوت باقی ہے اور آپ کی شریعت ابدی و دائمی ہے اس لیے کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی نبوت کی تصدیق کی برکت ہے اور آپ ہی کی شریعت کے اتباع کا ثمرہ ہے اگر شریعت موسویہ یا شریعت عیسویہ ایسی ہے تو پھر تبلیغیں کہ یہود و نصاریٰ کیوں ان علوم و معارف اور انوار و کرامات سے بیکسروم اور بھی دست ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی شریعت حقیقت و تبدیلی سے باطل پاک ہے اس لیے کہ شریعت کا

انتقال موجب خیر و برکت میں ہو سکتا ہے کہ وہ موجب لعنت و لعنت ہے۔

پس جس نبی کی امت کے علوم و معارف کا یہ حال ہے تو اندازہ کر لو کہ نزد اُس نبی کے علوم و معارف کا کیا حال ہوگا۔ امت تو اپنے نبی کے اعلیٰ علوم کی شرح اور تفصیل سے پورے پورے سو برس گذرے کہ امت محمدیہ کے علماء اپنے نبی کے علوم کی شرح اور اُس کی تفصیل اور توضیح میں لگے ہوئے ہیں مگر ہنوز شرح تمام ہے دنیا کی تمام قومیں اور ساری امتیں مل کر یہ چاہیں کہ اپنے مذہب میں الجھنے اور بالکل جھپٹا فقیہ اور مجتہد اور فحاشی و تسلیم حیات حافظ اور حسن بصیر اور معروف کبریٰ جیسا عابد اور زاہد اور البرکات اشرفی اور عزائی و لازمی حیات کلمہ دکھا سکیں تو کون ہے اور محال ہے اور اگر ہے تو دکھائیں اور بتلائیں، خدا کی قسم تمہیں دکھا سکے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے، جس کو ابوہریرہ نے ابورہیرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الوان کرامت عطا کی تو اس میں امت کے اوصاف و احوال کا ذکر پایا تو حضرت موسیٰ نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا، اے پروردگار! الہام کرامت میں ایک امت کا ذکر کیا ہوں جن کو اگلا اور پچھلا علم عطا ہوگا اور اس امت کے لوگ ارباب ضلالت اور مسیح دجال کو قتل کریں گے اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا کہ یہ امت تو محمدیہ ہے اور احمد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

شیخ حلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ہی کی امت ہے کہ جس کو اللہ نے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا اور علم و معرفت کے خزانہ اُس پر کھول دیئے اور علم استاد علم انساب، علم اعراب اور علم تصنیف کتاب اس کو عطا فرمایا اور اس امت کے علماء کو مثل انبیائے بنی اسرائیل کے نبایا۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ نقد کا نقد سے نقل کرنا اور اسی طرح مسند مشتمل اور طریق مسلسل کے ساتھ آنحضرت تک پہنچا دینا، اس لغت عقلی کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ نے صرف مسلمانوں ہی کو سرفراز فرمایا ہے۔

دنیا میں کوئی شخص اپنے پیشوا اپنے مقتدا کا ایک کلمہ بھی حَقّاً ثَقّاً خلاف عینِ خلاق یعنی سند کے ساتھ پیش نہیں کرتا اقوام عالم اپنے پیغمبر یا مقتدا کے اقوال و افعال کی سنیں تو کہاں پیش کر سکتی ہیں ان کے پاس تو اس

کتاب کی کوئی سند نہیں جس کو وہ صحیفہ کوفانی سمجھتے ہیں قاضی ابوبکر ابن العربی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ تصنیف و تحقیق و تفریح و تدقیق (پہچان دینا) میں کوئی امت امت محمدیہ کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی اور آپ کے تقویٰ اور خشیت الہی کا مفصل حال معلوم کرنا جو تو کتب سیر کا مطالعہ کریں اس وقت صرف ایک حدیث پر انکفا کرتے ہیں جس سے ناظرین آپ کے تقویٰ اور خشیت الہی کا کچھ اندازہ کر سکیں۔ مطوف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ گریہ و بکا کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک میں سے ایک ہلکی سی آواز آتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے اندر ایک ایسی آواز آتی تھی جیسے باندی کو خوش آ رہا ہو۔

تغیر اخلاق

اور مکالمہ اخلاقی اور محاسن شمیم کا یہ عالم تھا کہ عرب کے گردن کش اور جاحل آپ کے ایسے مستحق اور گرویدہ بنے کہ جہاں آپ کا پسینہ گرنا تھا اپنا خون گرانے کو تیار تھے یہ نہیں کہ ایک دو روز کاوش اور ولولہ تھا کہ ختم ہوا ساری عمر اسی طرح گزار دی آپ کی محنت میں دن اور فزندہ فزین اور اقبال مال و دولت، گھر اور وطن سب ہی چھوڑ کر آپ کے عشق میں ساری دنیا کی بچک مول لی بلویوں کو بیگانہ بنایا پھر آپ کے مقابلہ میں جو شخص بھی آتا ہے دریغ اس پر تلوار چلائی اس بات کا لحاظ نہ کیا کہ یہ میرا باپ ہے یا بیٹا، یہ تفسیر اخلاق نہ تھی تو کیا تھی؟ ابتداء سے تفریش عالم سے اب تک کوئی اُمت ایسی دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی کہ میں نے اپنے نبی اور رسول کے ساتھ اس درجہ جہاں نہادی کی ہو، والدہ پرست تھی مجھ سے ایسا عشق نہ کہیں سنا اور نہ دیکھا پھر طلع یہ کہ آپ کے عشق میں تو ایسے دیوانے اور دنیا و آخرت کے معاملہ میں ایسے جہت اور چالاک اور عاقل و ہوشیار کہ دنیا آج اس کے کارناموں کو دیکھ کر حیران ہے یہ محض تفسیر اخلاق تھی نہ کسی تلوار کا زور تھا نہ کسی مال و دولت کا کوئی شخص اگر بڑے زمین کے خزانے بھی کئی دے تو اس تفسیر کا عشر طعیر بھی اس کو حاصل ہوتا نامکن اور محال ہے۔

رسول پاک کا دہر

اور زہد و قناعت کا یہ حال تھا کہ دو دو ہینے کبھی گھر میں چڑھا گرم : بہت صوف پانی اور بخور پر گھڑا جو آتا تھا وہ اسی وقت لٹا دیا جاتا تھا اپنے خادموں اور غلاموں کو تو خزان قیصر و کسریٰ کی افیال دے گئے مگر اپنے نفس قدسی صفات اور عقل سمات کے لیے یہ تاجاز سمجھتے تھے کہ کوئی دہرہم و نیاز آپ کے کا شاد مبارک میں ایک شب ہی گزارے۔

آنحضرت کے معجزات

اور علیؑ ہذا معجزات اور دلائل نبوت میں بھی آپ تمام انبیاء و مرسلین سے مجھ کر ہیں۔ آپ کے معجزات دس میں نہیں کہ جو شمار میں آسکیں۔ ہزاروں میں جن کی تفصیل کتب حدیث اور سیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور جس طرح آپ کے معجزات کثرت اور مقدار عدد و شمار کے اعتبار سے نامزد ہیں اُسی طرح کیفیت اور حقیقت کے لحاظ سے بھی آپ کے معجزات انبیائے سابقین کے معجزات سے بڑے ہونے میں متناقصت آدم کو حق تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام بتلائے وَحَدَّثَهُ اَدَمَ الْاَسْمَاءَ مَخْلَقًا تو نبی اکرم کو جو جامع کلمہ اور جامع حکم حکم حکم اور جامع کلمہ کہ یہ معنی کہ ایسے جامع کلمات کہ جو باوجود نہایت ایجاز اور خفایت اختصار کے بے شمار معانی، اسرار، معارف اور حقائق کی ملت رہنمائی کرتے ہوں آپ کا ایک مختصر کلمہ اَحْسَنُ الْاَحْصَاءِ پانچ سو (احکام نیت کے تابع ہیں) ایسا جامع کلمہ ہے کہ اس سے فقہائے صدہا مسائل مستطیلہ کئے ہیں۔ تجزیہ اور تحقیق مقصود ہے تو علامہ ابن قیم کی کتاب الاشباہ والنظائر کا مطالعہ کریں۔

ابن نمیر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے حضرت آدم کو سجدہ و تعظیم و تہنیت کا لیا تو ملائکہ کو نبی اکرم کی اُمت کے مہذب کے نیچے سجدو و لشکر بنا کر بار بار بدر اور زمین کی طرح اعداد و اعانت کے لیے آتارا اور آپ کی اُمت کے ساتھ فرشتوں نے جہاد و قتال کا کام انجام دیا۔

اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ملائکہ اللہ آپ کی اُمت کے احاد و افراد کی اقتدار میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور بالخصوص صبح کی نماز میں قرآن سننے کے لیے

حاضر ہوتے ہیں اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا چاہے

حافظ ابن صالح فرماتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ و تعظیم اور تہنیت و تقدیس تو کرتے ہیں مگر قرآن کریم کی تلاوت سے محرم ہیں تلاوت قرآن کی تعلیم خطی ہے حق تعالیٰ نے صرف اس اُمت کو سرفراز فرمایا ہے اس لیے صرف کرام بہ ہزار اشتیاق قرآن سننے کے لیے صبح کی نماز میں بالخصوص حاضر ہوتے ہیں نیز حق تعالیٰ نے بھی نبی اکرم کو ایک خاص شرف عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے: اِنَّ اَوَّلَ مَا كَلَّمَكَ يَكْمُلُكَ عَلٰی الْبَيْتِ (تبرہ) اے محمد اللہ اور فرشتے نئی پر صلوة و سلام بھیجتے ہیں اور فرشتوں کے درود و سلام سے جو تشریف و تکرم آپ کو عطا ہوئی وہ حضرت آدم کے سجدہ نیت کی تشریف و تکرم سے بہت نامد اعلیٰ اور ارفع ہے اس لیے کہ اول تو اس تشریف و تکرم میں ملائکہ کے ساتھ حضرت علیؑ کی مجبہ شریک نہ تھے اور پھر اس کبر متعال اور ذوالعزوجلہ سے جو دین شریعت کیسے ممکن ہے وہی تمام خلافی کا مسجود و معبود ہے۔ بحاجت اس تشریف و تکرم کے کہ میں کا اِنَّ اللہَ وَ مَلَائِكَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَیْ النَّبِیِّ میں ذکر ہے اس میں ملائکہ کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ میں شریک ہیں۔

دوم یہ سجدہ تعظیم کی تشریف و تکرم وقتی تھی اور تشریف صلوة و سلام دائمی اور مستمر ہے۔ حضرت ابراہیم کے لیے آگ اگر شعلہ اور سلامتی دالی ہو گئی تو آپ کی دعا اور برکت سے بھی بہت سے صحابہ کرام کے حق میں سلامتی دالی اور شعلہ بنی ہو گئی۔

(۲) چنانچہ ابن سعد نے عربوں میںوں سے روایت کیا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے غار بن یاسر کو آگ میں چھلایا تو ایک کرم رکھ ہمار بن یاسر کے سر پر دست مبارک رکھ کر یہ کلمات پڑھے یَا ذَا کُرْحٰی یُوْحٰی وَ سَلِّمْ عَلٰی عَمَّارِکَ کُنْتُ عَلٰی اَبْوَاحِہٖ اسوہ صبی کے بارہ میں آپ نے بدعا فرمائی کہ اللہ اس کے چہرہ کو قیامت کے دن سیاہ فرمائے۔

کیونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور صغیر پر غلبہ حاصل کیا تو ذوبین بن عکب صغیر کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا نبی اکرم پر ایمان لانے کی برکت سے آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا۔ نبی کریم نے جب

اس واقعہ کو صحابہ کے سامنے ذکر فرمایا تو حضرت عمرؓ کی زبان سے کمال مستتر اس وقت یہ الفاظ نکلے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اَمَّتِیْنِا جَنَّتِیْ اَبْرَہٰمَہُ الْخَلِیْلِ۔

حافظ مسعودی نے اس واقعہ کو صحابہ میں لکھ کر فرماتے ہیں کہ ذویب بن کعب بن کریمؓ کے ہی زمانہ مبارک میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور اہل یمن میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے بنی حنابل میں ہیں۔

(۴) ابو نعیم نے عمار بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت انسؓ نے ہندی کو حکم دیا کہ دسترخوان لائے، جب دسترخوان لے آئی تو فرمایا کرمال لے آؤ وہ ایک میلا موال لے کر آئی فرمایا کہ تنور سٹکا کر جب تنور سٹک گیا تو موال کو تنور میں ڈالنے کا حکم دیا۔ حسب الارشاد موال تنور میں ڈالا گیا تنوری دیر کے بعد جب وہ موال نکلا گیا تو نہایت ہی شغاف ہو کر نکلا خاص دودھ کی طرح سفید نظر آتا تھا ہم نے بطور تعجب پوچھا یہ کیا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ یہ وہ موال ہے کہ جس سے بنی اکرمؓ منہ صاف کرتے تھے جب یہ موال میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح تنور میں ڈال کر اس کو صاف کر لیتے ہیں اس لیے کہ آگ ان چیزوں کو نہیں کھاتی کہ جو حضرت انبیاء کے چہرہ پر گذر جاتی ہے

(ازرقانی صفحہ ۱۳۵ جلد ۵)

خود پیغمبرؐ کو آگ کا نہ چلانا آنا عجیب نہیں جتنا کہ آگ کا اس موال کو نہ چلانا کہ جو بنی کے چہرہ اور پر گذر ہو۔

(۵) حضرت موسیٰؑ کو عصا اگر صائب اور اژدہا بن کر زندہ ہو گیا تو بنی کریمؓ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مجبور کی سوچی ہوئی کڑی کا ستون زندہ ہو کر آپ کے ہجر اور فراق میں رونے لگا عصائے موسیٰؑ نے صائب بن کر ساندن ہی کے افعال دکھائے مگر اس مجبور کے ستون نے اپنی اصل حالت پر وہ کردہ افعال دکھائے جو ذوی العقول اور ارباب کمال سے ظاہر ہوتے ہیں اس لیے کہ کسی کی حیثیت میں روننا اور چلانا کمال اور ادراک اور شعور پر دلالت کرتا ہے۔

(۵) علیؑ بنا پتھروں کا آپ کو سوگم کرنا اور درختوں کا آپ کی اطاعت کرنا اور آپ کے حکم سے مل جانا اور علیؑ جو چاہتا اور فضا سے حاجت کے وقت آپ پر سایہ کرنا یہ فقط حیات ہی پر دلالت نہیں بلکہ

شعور اور ادراک اور حجت و افضت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

(۶) اور اگر حضرت موسیٰؑ کے عصا مارنے سے پتھروں سے پانی نکلتا تھا تو بنی اکرمؓ کی انگشتان مبارک سے پانی نکلتا تھا اور ظاہر ہے کہ پتھروں سے پانی نکلتا آنا عجیب نہیں جتنا کہ گوشت اور پوست سے پانی کا رولان اور جاری ہو جانا عجیب ہے جس سے صاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دست مبارک ہی منبع فیض اور سرچشمہ خیر و برکات تھا۔ جتنے ہجرت صحرائے انبیاءؑ سے ظاہر ہوا ہے آپ نے ان سے بڑھ کر ظاہر فرمائے۔ عصا کا صائب بن کر دھونا، آؤٹ کا شکایت کرنا اور پتھروں کے چلنے سے زیادہ عجیب نہیں اور نہ پانی کا پتھر سے رولان ہونا آنا عجیب ہے جتنا کہ پتھری سے پانی کا پتھر جاری ہونا آنا عجیب ہے۔

(۷) اور اگر موسیٰؑ کو حق تعالیٰ نے یہ بینا کا مجوزہ عطا فرمایا تو بنی اکرمؓ کی برکت سے صحابہؓ کی پتھری اندھیری رات میں روشن ہو گئی۔

خیال فرمائیے کہ موسیٰؑ کا دست مبارک اگر جبب میں ڈالنے سے نمودار روشن ہو جاتا ہے تو اقل تو وہ فرسٹ تھے، دوم یہ کہ ان کے قلب منور کے قریب وجہ کار بھی اڑھ تھا جن طرح اوداع کے قریب سے اجسام میں جتا آجاتی ہے اسی طرح اگر قلب منور کے قریب سے دست موسیٰؑ میں فور آجائے تو کیا کچھ لید اور دور ہے یہاں تو امید بن حضر اور عبادہ بن بشرؓ تو بنی تھے اور بنو کنان کی کلائی کو قلب سے قریب وجہ کار تھا فقط صحبت نبویؐ کی برکت تھی۔

سنن ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ بنی کریمؓ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ تاریکی میں چل کر مسجدیں حاضر ہوتے ہیں ان کے لیے ایک مکمل نور کی بشارت ہے جو قیامت کے دن ان کو عطا ہوگا اور حدیث میں جو تاریک شب میں مسجد کی حاضری پر بشارت دی گئی ہے وہ نور تام کے لفظ سے دی گئی ہے۔

میں اَلْقُبْرُ کُنَّا قُودُنَا دلدہ ہمارا ہے۔ جس میں طرح قیامت کے دن شدید ضیوت کے وقت اہل ایمان اور ارباب ایمان و وفان کو ایک نور تام عطا کیا جائے کہ اسی طرح اسیدین حقینہ اور عبادہ بن بشرؓ کو نکلست اور تاریکی میں حاضر ہونے کی وجہ سے دنیا میں اسی نور تام کا ایک نمونہ عطا کر دیا گیا۔

مسنند احمد بن حنبلؒ اور مجمل طبری وغیرہ

میں ہے کہ قتادہ بن النعمان جو کہ صحابہؓ میں سے ہیں ایک مرتبہ حبش کی نماز سے فارغ ہو کر جب مکان کو واپس ہونے لگے تو رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی اور بجلی بھی چمک رہی تھی چلتے وقت آنکھوں نے ان کی چشمیں عطا فرمائی وہ پتھری روشن ہو گئی اسی کی روشنی میں گھر پہن گئے۔

ابو نعیم انصہانی کی دلائل النبوت میں ہے کہ پتھری عطا فرماتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ اس چٹھی سے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی ہوگی شاید اس دس کی نصیحت ایک نیکی کا دس گنا اثر ملتا ہے) کی بنا پر ہو۔

(۸) امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوت میں حمزہ اسلمیؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے، رات تاریک تھی شب کی تاریکی کی وجہ سے ہم لوگ متحیر اور پریشانہ ہو گئے کسی کوئی سمت چلا گیا اور کرنی کسی سمت اپنا ایک میرے ہاتھ کی تمام انگشتیں روشن ہو گئیں جس کو دیکھ کر تمام صحابہؓ ہرجرج ہو گئے۔ اور اگر حضرت موسیٰؑ کو مسند بچھانے کا مجوزہ عطا کیا گیا تو بنی اکرمؓ کو اشتقاق قرآن مجوزہ دیا گیا۔ ہر شخص جو مسکنا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔

(۹) علیؑ بنا حضرت یوشعؑ کے لیے آفتاب کا کچھ دور کے لیے ٹھہر جانا یا کسی نبی کے لیے آفتاب کا غروب کے بعد واپس آنا اگرچہ عظیم الشان معجزہ ہے مگر اشتقاق قرآن مجوزہ اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ وقت غمش یا روز شمس کے مجوزہ کا حاصل صرف آنا ہے کہ بجائے حرکت کے سکون عارض ہو گیا یا بجائے روزمرہ کی حرکت کے حرکت مکسوس و قرح میں آئی اور ظاہر ہے کہ جسم کے دو ٹکڑے ہو جانا، جسم کے خلاف طبیعت ہے اور سکون جسم کے لیے خلاف طبیعت نہیں۔ بلکہ حرکت کے لیے تو سبب درکار ہے سکون کے لیے کسی سبب کی ضرورت نہیں۔

تیرا اگر شتیٰ قرآن مجوزہ کو کہے یا پتھروں کے نرم ہونے سے ملایا جائے جو حضرت داؤد کا معجزہ تھا تو معلوم ہوجائے کہ دو حق مجبوس میں نرمی و آسانی کا فرق ہے۔ اور حضرت علیؑ کو حق تعالیٰ نے مافوق اندسے کو سوا کھا کرنے، جذائی کو تندرست کرنے اور مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، ہمارے بنی کریمؓ کو بھی اس سے بڑھ کر معجزات عطا فرمائے۔ (بانی برصلا)

اس جہاں سے واپسی

ایک دن انسان مرتے گا لوگ کہ چھوڑ دو گار کے ہاں جانے گا۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ ۖ وَمَن ذَكَّاهُ ۖ (الزمر: ۲۱)

ترجمہ: پھر اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تب اعمال کا پتہ چلے گا۔

فَمَن زَكَّاهُ ۖ فَسَيُفْلِحُ ۖ وَمَن ذَكَّاهُ ۖ فَسَيُفْلِحُ ۖ (الزمر: ۲۱)

ترجمہ: سو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کو رہے ہو اللہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ الْبَاسُ ۖ وَأَنَّكَ أَتَىٰ مَن لَّدُنْكَ ۖ (الزمر: ۲۱)

ترجمہ: بے شک وہ سینوں کے پیچیدہ جاننے والا ہے۔

عشر کے دن اعمال کا ظاہر ہونا

(۱) قَسَمْتُ لَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زَكَّاهُ ۖ فَسَيُفْلِحُ ۖ وَمَن ذَكَّاهُ ۖ فَسَيُفْلِحُ ۖ (الزمر: ۲۱)

ترجمہ: پھر میں نے ذمہ دہریزی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذمہ دہریز بنائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

جب وہ ذمہ دہریزی اور بدی قیامت کے دن سامنے ہوگی تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے۔ اور اسی طرح آدمی سے آدمی برائی کو بھی نظر انداز کرنا چاہئے اور برائی سے بچنا چاہئے اور چھوٹے سے چھوٹی نیکی کو سمجھ کر کسے سے نہ رکنا چاہئے۔ کیونکہ ہر نیکی چھوٹی ہو یا بڑی موجب فدا ہے۔ اور ہر بدی موجب فدا ہے۔

”مدینہ میں وارد ہے کہ آپ اس سے بچے۔ اگرچہ آدمی کچھ کا صدقہ ہی ہو اسی طرح حدیث میں ہے نیکی کے کام کو بلا نہ سمجھو گے اتنا ہی کام ہو کہ تم اپنے ڈول میں سے ذرا سا پانی کسی پیاسے کو پلا دو۔ یا کسی مسلمان بھائی سے کشادہ روئی اور سترہ پشائی سے لافات کرو۔

تیر حدیث میں ہے کہ گناہوں کو کھینچ نہ سمجھو ان کا بھی حساب لینے والا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ ایک مسکین نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور آپ کے سامنے انکھڑے رکے تھے آپ نے ایک آدمی کو لکھا کہ انکھڑے کا ایک دانہ اٹھا کر سالی کو دے دے وہ

مقصد حیات

محفل شفیق عبداللہ بن مسعود

حاصل یہ

نفل کا عدم سے وجود میں بندہ کو اس لیے لیا گیا ہے کہ وہ اس عمل ذریعہ میلے کام کرے

احسن عمل

وہ ہیں جو قرآن مجید اور اس کی شرح حدیث شریف کے مطابق ہوں اعمال میں مقدم فرائض ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ اول فرائض کی بجا آوری انتہام کے ساتھ کریں۔ مثلاً نماز بیچگانہ سب ارکان بجا لا کر مقررہ اوقات پر مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ فرائض سے فراغت حاصل کر کے فرائض کی طرف متوجہ ہوں۔ اسی طرح اول فرائض زکوٰۃ ہر سال باقاعدہ ادا کریں۔ بعدہ نفلی خیر خیرات کریں۔ فرائض کو ترک کر کے فرائض کی طرف لگے رہنا شکیک نہیں۔

اعمال

اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ عِندَ اللَّهِ بِمَا كَسَبَ ۖ وَفِي عِلْمِهِ ۖ (سورۃ النور: ۸۱)

ترجمہ: کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے۔ پھر تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ سب سے زیادہ شیک راہ پر کون ہے۔

ماشیت حضرت مولانا عثمانی

”یعنی ہر ایک کا فرد مومن اور مومن و مقبل اپنے اپنے طریقے، نیت اور نوبت پر چلتا آدمی اس میں ملوث رہتا ہے۔ لیکن یاد رہے خدا کے علم حیل سے کسی شخص کا کوئی عمل باہر نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ہر ایک کا طریقہ عمل اور حرکات و سکنات کو برابر دیکھ رہا ہے اور بخوبی جانتا ہے۔ کہ کون کتنا سیدھا چلتا ہے۔ اور کس میں کس قدر بکج روی و بکج روی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ اسی کے مطابق برتاؤ کرے گا۔“

ایک اعمال بجا لانا مقصد حیات ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ (المائدہ: ۱۰۲)

ترجمہ: وہ ذات باریکرت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام آئے ہیں۔ اور وہ غالب ہنسنے والا ہے (عاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

یعنی

سب ملک اس کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ساری سلطنت میں چلتا ہے

یعنی

مرنے چھینے کا سلسلہ اُنہی نے قائم کیا۔ ہم پہلے کچھ نہ تھے (اُن سے موت ہی سمجھو) پھر پیدا کیا۔ اس کے بعد موت ہوئی، پھر مرے پیچھے زندہ کر دیا۔ کیا قال۔ وَكَذٰلِكَ نُمِيتُكُمْ ۖ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ (سورۃ البقرہ: ۲۶)

موت وحیات کا یہ سارا سلسلہ اس لیے ہے کہ تمہارے اعمال کی جائز کرے کہ کون بڑے کام کرتا ہے کون اچھے اور کون بدست اچھے۔ پہلی زندگی میں یہ امتحان ہوا۔ اور دوسری زندگی میں اس کا مکمل نتیجہ دکھانا دیا گیا۔ فرض کرو اگر پہلی زندگی نہ ہوتی تو عمل کون کرتا۔ اور موت نہ ہوتی تو لوگ مبادلہ و منتفی سے غافل اور بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ نہ کیے جاتے تو جیلے بڑے کاہلہ کھان لمتا۔

یعنی

زبردست ہے جس کی پکڑ سے کون عمل نہیں لٹتا اور بیٹھنے والا بھی بدست بڑا ہے۔

شخص تعجب سے دیکھنے لگا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:۔
اَتَعْجَبُ كَمَا تَرَىٰ فِيْ هَذِهِ الْحَيَّةِ مِثْلَ شَقَالِ دَسْرَةٍ
یعنی کیا تو تعجب کرتا ہے۔ حالانکہ تو دیکھ رہا ہے کہ انگور کا ایک دانہ کئی قدوں کے برابر ہے۔ ۱ اور ایک دانے کا ثواب ضائع نہ ہوگی۔ (مولانا امام مالک)۔

(۲) بَيِّنَةٌ تَأْتِيْهِ كُلُّ نَفْسٍ تَجَادُلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُؤْتِيْهِ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عِلَّتْ وَهَمُّهَا لَا يَنْقُصُ مِنْهَا
ترجمہ: دل میں ہر شخص اپنے ہی لیے جھگڑتا ہوا نظر آئے گا اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور اس پر بھی ظلم نہ ہوگا۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ۔

قیامت کے دن نجات کے لیے ہر شخص ہاتھ پاؤں مارے گا، لیکن اس دن کی تجدید مفید نہیں ہوگی۔ ہر شخص کو مناسب اعمال کی جزا دی جائے گی۔

نیک اعمال کا اچھا بدلہ

(۱) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالٰتِ كَتٰمًا لَّنَحْضُمَهُمْ مِنْ الْجَنَّةِ غَوْثًا فَخَيْرٌ مِنْ نَّجْوٰىهَا اَلَا فَاَذْكُرُوْنَ
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رُءُوسِهِمْ يَنْزُوْنَ
(العنکبوت آیت ۵۹)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے البتہ ہم انہیں جنت کے بالائوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نرس بیت ہوں گی۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ عمل کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

یعنی جو صبر و استقامت سے اسلام و ایمان کی راہ پر چلے رہے۔ اور غمناک ہو کر کے گھر بار چھوڑ کر وطن سے نقل مکان کر کے ہوئے ان کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملے گا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دینے جائیں گے۔

حضرت مولانا عثمانی (۲) مَن جَاءَهُ الْيَسَنَةُ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا
(العنکبوت آیت ۵۷)
ترجمہ: جو بھلائی ملے کر آیا اسے اس سے بہتر ملے گا۔

برائی کی سزا
وَمَن جَاءَهُ الْيَسَنَةُ فَلَا يُخَيِّرُ الْاَيْدِيْنَ
عَمِلُوا لِيَسَابَاتِ اَكْثَاكَ اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ
(العنکبوت آیت ۵۸)
ترجمہ: پس برائیاں کرنے والے کو یہی سزا ملے گی جو کچھ کرتے تھے۔

بد اعمال سے توبہ کرنے والے کے لیے ثواب

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ
مَنْ جَاءَهُ الْيَسَنَةُ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا
ترجمہ: پھر تیرا رب ان کے لیے جو جہالت سے بڑے کام کرے ہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدرہ گئے۔ بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث (ابو جہرہؓ)

اِذَا هَمَّ عَبْدِيْ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُهَا عَلَيْهِ
فَاِنْ عَمِلَهَا فَالْاَكْبَرُ سَيِّئَةً وَّ اِذَا هَمَّ
بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا فَالْاَكْبَرُ حَسَنَةً
عَمِلَهَا فَالْاَكْبَرُ حَسَنَةً
(مشارقی الاثر ابو جہرہ)

ترجمہ: (خدا تعالیٰ دشمنوں سے فرماتے ہیں کہ جب تیرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اسے اس کے لیے مت لکھو۔ اگر وہ بدی کرے تو بدی لکھو۔ اور اگر وہ نیک کا ارادہ کرے اور وہ نیک نہ کرے تو ایک نیک لکھو۔ اگر وہ نیک عمل کرے تو دس نیکیاں لکھو۔

حدیث: مسلم بن ابی الوثر سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایک نیک لائے گا اس کو اس کا دس گناہ ثواب ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ دلوں گا۔ اور جو ایک بدی لائے گا تو اس بدی کا بدلہ اس بدی برابر ایک ہی بدی ہے یا چاروں تو بدی بخش دو۔ جو مجھ سے ایک باشت برابر نزدیکی چاہے گا تو میں اس کی نزدیکی ہاتھ بھر چاہوں گا اور جو کوئی میرا قرب ہاتھ بھر چاہے گا تو میں اس کا قرب دو ہاتھ جتنا چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئے گا تو میں چھپتا ہوا آؤں گا۔
.....
(مشارقی الاثر)

وَعَا
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ

وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَكْثَرِ
(حسن حبیب)
ترجمہ: اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق و اعمال، خواہشات نفسانہ اور بڑے امراض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
(آمین)

حقیرہ۔ رحمت و عالم فضل لاینبأ بہیں

(۱) زُوْدَ اَمَدٍ مِّنْ قَادَةِ
ابن النعمان کی ایک آنکھ باہر نکل آئی حضرت قتادہؓ آنکھ کو باہر لے ہوئے آنکھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھ کر دعا پڑھی آنکھ پھلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گئی، اس کے بعد جب کبھی کوئی تکلیف پیش آئی تو دوسری آنکھ میں پیش آئی۔ اور یہ معجزہ یعنی آنکھ گر جانے کے بعد پھر اسی جگہ رکھ کر درست کر دینا مادر زاد آنسو کے کو اچھا کر دینے سے بد چھا اعلیٰ اور ارتج ہے اس لیے کہ دنیا کی آنکھیں تو جگہ پر موجود تھیں۔

اس ابی شبیبہ اور ابن سکین اور یحییٰ بیہقی، طبرانی اور ابی نعیم نے روایت کیا ہے کہ فرید بن عمرو باکل ثامینا ہو گئے۔ کوئی شخص ان کو نظر نہ آتی تھی، آنکھ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اپنا لعاب دین ان کی آنکھوں پر لگایا، لگاتے ہی جلتا ہو گئے ۸۰ سال کی عمر حتیٰ مگر سوئی کے ناکہ میں دھاگہ ڈال لیتے تھے (خصوصاً کبڑی)

معاذ بن عوفؓ کی بیوی بصر کے مرض میں مبتلا تھی، آنکھ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اس مرض کی شکایت کی آپ نے اپنا عصا مبارک ان پر پھیر دیا فوراً ان کا برس جاتا رہا۔

علامہ ابن سنیؒ نے سنیگر بنوں کا آپ کے دست مبارک پر بیچ پڑھنا، شجر و حجر کا سلام کرنا اور جس وقت آپ نے حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کے لیے دعا فرمائی تو گھر کی چوکت اور تمام دھاروں کا تین بار آمین، آمین، آمین کہنا۔

اور ستون ستارہ آپ کے فراق میں گریہ و زاری کرنا، مژدوں کے زندہ ہو کر کلام کہنے سے بد چھا پڑھا ہوا ہے اس لیے کہ مژدہ اگرچہ کی احوال حیات میں عاری اور مجرد ہے مگر ایک وقت میں حیات حیات خالق سے بخلات شجر اور حجر کے کہ اس میں حیات کا نام و نشان ہی نہیں۔

حضرت الہ اسلاف کے قلب میں اہل علم کا مقام اور مذہب اہل ارشادات شیخ کے روشنی میں

مولانا مسیح الحق صاحب مدرس دارالاسلام حقانیہ اکوڑہ تنک ضلع پٹنہ اور

تقریر کو ایک دستہ کاغذ لے کر کھڑے کیا کرتا تھا۔ جب مولانا سندھی کاہل تشریف لے جا رہے تھے، انہوں نے میرا مسودہ دیکھا فرمایا لے کر دے کر مجھے دے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو میرا سانا علم ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میری تقریر کے الفاظ پانچاڑے فیصدی لکھا کرتے ہو۔ میں دلی میں لکھ کر پھر بار بار دہراتا اور اس طرح یاد بھی کر لیتا۔ دہلی میں باقی علماء، عصر کے وقت تفریح کے لئے نکلے اور میں سنت خواہر باقی باللہ کے خرابہ پر جا کر سبق دہراتا۔ میرے تمام ساتھی جڑ تھے اور میں شادی شدہ تھا۔ میرے بڑے لشک مولوی حبیب اللہ وہیں (دہلی) میں پہلا ہوئے ہوئے تھے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کام لیا اور اب برصغیر کا کوئی ایسا صوبہ نہیں جہاں میرے بڑے ہوتے شاکر نہ ہوں۔ حضرت سندھی نے جو کچھ سکھایا ان کی سالہا سال کی دماغی محنت کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے ادھت شریفیت کی مسجد میں محنت بیچ کر اس علم الشان خدمت کو سرچام دیا۔

میں تو سرے والا ہوں اور جانتا ہی ہوں کیونکہ مجھے مرنے میں کوئی باک نہیں اور تکلیف نہیں اور مجھے اب بھی اٹھانے تو اپنے مولے راضی ہوں۔ میں بارگاہ خاندانی میں پیش کر کے کہوں گا کہ اے اللہ میں نے ان کو قرآن پڑھایا ہے اور سب تک تم لوگ قرآن مجید کی خدمت کرتے رہے تو احمد علی پھر بھی زندہ رہے گا میری روح خوش ہوئی رہے گی۔ آپ کا ثواب مجھے قبر میں بھی ملے گا۔ علماء کو الگ، مزار سے پڑھائے، طلبہ کو الگ پڑھائیے۔ عوام کو ان کے ذہن کے مطابق پڑھائیے تاکہ جب انسان عالم ملکوت سے عالم روحانیت میں جائے تو وہاں بھی اسے زندگی آرام کی نصیب ہو۔ کیونکہ قرآن کی قبلیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان جا کر آرام کی زندگی بسر کرے۔

خدمت قرآن کے سلسلے میں میں نے جو تجربہ اور حاشیہ لکھے ہیں نے اپنے اکابر اور اپنے وقت کے بزرگوں سے اس کی تائید و تصویب کرانی ضروری سمجھی۔ میں نے اس کا حضرت مولانا ابو شاہ صاحب، حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب (قدس سرہم) و دیگر علمائے حق کو پیش کیا کہ آگے مسودہ جمع ہو تو خدمت دین کی خاطر شائع کیا جائے ورنہ بے جا جائے۔ چنانچہ بزرگوں نے اس حیرت کی خدمت کو سراہا، ان کی تقاریب درج ہیں۔ اس وقت کے تمام علماء نے حسین کی ماشاء اللہ و الحمد للہ محمد اکٹو اطمیناناً کاغذ صاحب کاغذ

اوروں کو پہنچا اور کھڑے ہی بیان کرنا چاہتا کی روحانی ضروریات قرآن سے پوری ہوں گی اور قرآن کی حفاظت خدا نے تعالیٰ قیامت تک خود کرے گا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک عالم النبیین بنایا۔ اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا۔ اب یہ فریضہ نیابت آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ قیامت تک حضور اکرم کو اس عالم میں زندہ رکھنا چاہتا تو رکھ سکتا تھا اسے کوکسا مانع تھا۔ کلام کن کی ضرورت تھی۔

درس قرآن کی اعتدائی تقریب میں نہایت درد و سوز سے فارغ ہونے والے علماء کو خطاب کیا اور فرمایا رسول اللہ کے وارث ہیں علماء کرام وَكَانَ فَخْرُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ جَنَّتُكَ حَدِيثِ میں ہے کہ انبیاء کو مال و دولت نہیں دیا گیا بلکہ انہیں علم دیا گیا۔ اس علم سے مراد علم قرآن و حدیث ہے رسول اللہ کے منصب کو نبھانے، غافل نہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہوگا۔

میں نے جب مولانا سندھی سے قرآن مجید پڑھا تو فرمایا کہ احمد علی قرآن مجید کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لو۔ میں نے کہا سب اچھا۔ میں نے اللہ والوں کے چوٹی کی خاک کا سرمہ بنا کر آنکھوں میں چھو لیا۔ الحمد للہ اس کی ایک خاصیت یہ ہے کہ مجھ میں کچھ تقویٰ نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں نے مولانا سندھی کے صلہ کی قبول کی مگر میں نے جو کچھ کیا اللہ تعالیٰ کا فضل و توفیق سمجھتا ہوں۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نے قرآن کی اشاعت کی خاطر یہ تیر کر لیا تھا کہ اس کو ہر طبقے میں پہنچا دیا جائے چنانچہ انہوں نے پانچ مولوی اور پانچ انگریزی دان اس کے لئے منتخب کر کے ان کو تقریر شروع کرائی یہ واقعہ ۲۴ سال پہلے کا ہے اب تو ۴۴ سال کی عمر ہے (بہ) ارشادات حضرت سندھی میں ضبط کے لئے ہیں اس وقت عمر ۷۷ سال تھی

خدا نے کام لینا تھا ان دس شاگردوں میں کسی کو اشاعت قرآن کی اتنی توفیق نہ ملی میں روزانہ حضرت مولانا سندھی کا

حضرت شیخ قدس سرہ نے درس قرآن میں جو تہدیس تقریر فرمائی اس میں علماء کرام کو خصوصیت سے اپنے فرائض کی طرف توجہ دلائی ان کے نزدیک سب سے بڑا اور اہم فریضہ قرآن مجید کی اشاعت و تبلیغ تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام ساتھی کا قدر مشترک اور زندگی کا طڈرے اعتبار تھا چنانچہ فرمایا۔ علماء کرام کے ذریعہ فرائض عائد ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم فریضہ اشاعت قرآن ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالہ جو سچ پر نازل کیا گیا یعنی قرآن اس کی تبلیغ اگر نہ کی تو حق رسالت ادا نہ ہو سکے گا۔ رسول کے ذمہ جو تبلیغ قرآن ہے اور رسول کی طرف سے یہ فریضہ نیابت آپ پر بحیثیت ان کے غلام ہونے کے عائد ہوتا ہے اور آپ سب بحیثیت ایک غلام کے اس کے ذمہ دار ہیں۔ علماء کرام درس نظامی کے دوران تقابیر کے ضمن میں قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں مگر مستقلاً اور برفہ اس پر غور نہیں کرتے۔ مثلاً فرماتے عظام نے فرمایا ہے کہ مورخ دہاس پر حکم عام ہوتا ہے۔ دوران ملت پر دوران حکم ہوتا ہے یعنی کسی آیت کا نزول اگرچہ کسی خاص واقعہ میں ہوتا ہے مگر اس کی اجراء ہر جگہ ہو سکتی ہے تاکہ موارد خصوصی کو قاعدہ عمومی میں منتقل کیا جا سکے۔ آپ حضرت نے اس نقطہ نگاہ سے قرآن مجید پر غور نہیں کیا۔ حالانکہ اس پیرز کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلالین شریف بیضاوی اور ان تقابیر کے لکھنے والوں کو قربیت دی۔ ان کی خدمات کو قبول فرمایا۔ ملت علیہ سے لاکھوں ان کتابوں کو پڑھ چکے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ ان کے بغیر کوئی مولوی مولوی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے متعلق یہ تو نہیں لکھا گیا کہ جَوَافِی حَوَافِی اس وجہ سے ان کتابوں کے پڑھنے کے بعد بھی قرآن مجید پڑھنے اور اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ میں آپ لوگوں کو مبارک دیتا ہوں کہ خدا نے آپ کو علم دین اور قرآن مجید سکھانے کی عطا توجہ دلائی۔ اب آپ کا کام پڑھ کر

نورتن کا سفر

حضرت ہاجرہ

ہیڈ ماسٹر محمد اسلم علی رسل جیل

سے وہاں ایک نخلستان بن گیا۔ عرب کے تجارت پینہ لوگ آتے جاتے وہاں قیام کرنے لگے۔ اور جب وہ جاتے تو حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو کچھ معاوضہ دے جاتے۔ جس پر مال اور بیٹا گزرا اوقات فرماتے۔

حضرت ابراہیمؑ بھی کبھی کبھی آپ کو شہنے کے لیے قریف لاتے۔ ایک رات آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے کسی پیاری چیز کی قربانی طلب فرماتا ہے۔ آپ نے صبح اٹھ کر راہ خدا میں ارٹ بطور قربانی ذبح کئے دوسری رات پھر وہی خواب آیا، آپ نے پھر اونٹ ذبح کئے۔ تیسری رات پھر وہی خواب آئے پر آپ نے سوچا کہ خدا تعالیٰ اونٹوں کی بجائے کسی پیاری چیز کی قربانی کا حکم فرماتا ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت اسماعیلؑ کو راہ حق میں قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور رگستان میں جاکر حضرت ہاجرہؓ کی اجازت سے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لیے ساتھ لے چلے حضرت اسماعیلؑ کی عمر اسی وقت دس بارہ سال کے گنگ بنگ تھی اور آپ ابھی طرح چنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ جب آپ نے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کر دیا وہ راہ حق میں قربان کرنے کے لیے لائے ہیں تو حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا۔

”ابھان! خدا اور آپ کا حکم سر اور انھوں پر حکم خداوندی بجا لائے اس کے بعد آپ نے مزید عرض کی کہ آج جان ایک تو مجھے ذبح کرتے دقت مانتے کے بل (رائٹ) ڈانٹا۔ تاکہ کہیں شفقت پروری تھیوت بڑی میں حال نہ ہو۔ دوسرا میرے ہاتھ پاؤں رستی سے ہاتھ دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے تڑپنے سے آپ پر خون کے چھینٹے ٹپیں اور بے ادبی ہو۔ تیسرا میرا کڑی میری والدہ (حضرت ہاجرہؓ) کو دیر سے دینا تاکہ وہ اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے اپنے نعمت جگر اور نور نظر کو ذبح کرنے کے لیے الٹا لٹا لیا اور باپ بیٹا دونوں حکم خداوندی کی بجاوڑی کے لیے پوری طرح تیار ہو گئے اور بوڑھے باپ نے اپنے نچت جگر کی گران بدھجھری دکھ دی تو غیب سے آواز آئی ”وہادینلہ! یا ابراہیم! صدقت اللہ! اور ہم نے لکھا کہ اسے ابراہیمؑ تو فرماتے خواب اور سمجھ کر دکھایا۔ اور ہم خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کو ایک دن سے بدل دیا۔ خدا تعالیٰ

مل سکے۔ مگر جب ہماڑی پریشہ کو دھڑا دھڑا دیکھا تو انہیں کہیں پانی نظر نہ آیا، اچانک بچے کی تڑپ اور محبت سے بے چین ہو کر واپس جائیں تاکہ نور نظر کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

حضرت اسماعیلؑ ابھی تک زندہ تھے اگر ان کے تختے تختے ہونٹ خشک ہو چکے تھے۔ تاہم وہ بدستور تڑپ رہے تھے۔ بھوک پیاس کا زور، سورج کی تپش، حرب کا بے آب و گیاہ رگستان، حضرت ہاجرہؓ کی چھاتی کا دودھ ٹھک رہا تھا۔ پانی کا مشکیزہ اور بھجری بھی کئی دن سے ختم تھیں مگر آپ نے ان بات بلاؤں کا مصلوہ و تحمل سے مقابلہ کیا۔ لیکن حضرت اسماعیلؑ کی حالت کو دیکھ کر اچانک حضرت ہاجرہؓ دوسری ہماڑی کی طوط دوڑتی ہیں کہ شاید ادھر کھیں پانی کا نشان مل جائے اور حضرت اسماعیلؑ کی جان بچ جائے۔ مگر ادھر بھی کبھی پانی کا نشان نہ مل سکا۔ آپ بہت بے چین ہوئیں مگر آپ کو پھر بچے کا خیال آیا کہ اسے کوئی جنگلی جانور نہ کھا جائے۔ تبھی خیال آیا کہ شاید زندہ بچے سے یا نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی آپ پھر دھیر بھاگ آئیں۔ دیکھا تو حضرت اسماعیلؑ ابھی زندہ تھے۔ اسی طرح بے چینی کی حالت میں حضرت ہاجرہؓ نے دونوں ہماڑوں صفرا اور مرقی کے درمیان سات چکر لگائے اور ہر بار یہی جیتھوڑی کہیں پانی مل جائے گا اس طرف سے واپس ہو گئیں۔ کوئی سہاواڑا آسمانی نہ رہا نہ سخت برشتانی کی حالت ہوئی، بچے کے پاس ٹھنڈی بھی نہیں نکلیں۔ اور اسی کی تڑپ آپ کو پانی کی تلاش کے لیے مجبور کرتی ہے۔ جب سائوں جگر لگا کر پانی نہ ملنے کی وجہ سے مردہ ہوئیں مگر رحمت بڑی خوش کن تھی اور جب آپ جگر لگا کر واپس مڑیں تو دیکھا کہ حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ فرط سرت سے حضرت ہاجرہؓ نے فرمایا ”زم! زم! زم! جس کا مطلب ہے پھر پھر۔ چنانچہ اس دن سے لے کر آج تک اس چشمے کو ”چاؤ زمزم“ کے نام ہی سے بلکھا جاتا ہے۔

خدا نے بڑی کے سلطان حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ دونوں مال بیٹے نے وہی بہنا شروع کر دیا اور پانی کے چشمے کی وجہ

حضرت ہاجرہؓ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی بیوی اور حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام کی والدہ ہیں جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے حکم خداوندی سے مان اور بیٹے دونوں کو عرب کے رگستان (موجودہ مکہ معظمہ) میں چھوڑا یہ صدیوں پہلے کی بات ہے۔ کج کل قریہ جب آباد اور رونے اسلام کے مسلمانوں کا دینی اور روحانی مرکز بنے۔ مگر ان دنوں یہ جگہ سنسان اور غیر آباد مٹی، چاروں طرف رگستان اور پھاڑیاں تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ حکم الہی سے نئے اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کو لے کر چلتے ہیں۔ تو یہ ندی تک بند ہی حضرت ہاجرہؓ نہایت خاموشی سے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ کوئی دیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور وہ پچھنے کی جرات بھی نہیں فرماتیں۔ بڑھاپے میں خدا تعالیٰ نے پھر چھایا فرمایا۔ والدہ اور والدہ نے اس کی خوشی بھی نہ دیکھی کہ دونوں کو چھایا ہوا پٹا اور پھر اسی جگہ چھوڑا جہاں دن کو بھی وہشت برستی ہو۔ گردہ صابر حضرت ہاجرہؓ ایک پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اور دوسرے پیغمبر حضرت اسماعیلؑ کی والدہ خاموش ہیں اور خدا کی قدرت کا قیاس دیکھ رہی ہیں۔ مگر ادھر مشیت بڑی دان کی اس کسے تیری کی حالت میں حد سے زیادہ برکات اور رحمتیں نازل کرنے والی تھی۔

جب حضرت ابراہیمؑ دونوں مان اور بچے کو اس رگستان (موجودہ مکہ) کی جگہ چھوڑ کر چلنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے فطرت آتا پوچھا کہ میں کس کے سپرد کر رہے ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے فطرتاً فرمایا خدا کے حکم سے خدا کے سپرد کر رہا ہوں۔ حضرت ہاجرہؓ نے افسانہ سن کر خاموش ہو گئیں اور صبر سے کام لیا۔ حضرت ابراہیمؑ انہیں کچھ کھجوریں اور پانی کا ایک مشکیزہ دے کر دوپٹے چھ لگے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد یہ دونوں پتھریں ختم ہو گئیں۔ سچی کہ حضرت ہاجرہؓ کی چھاتی مبارک کا دودھ بھی بھوک اور پیاس کی شدت سے خشک ہو گیا۔ حضرت اسماعیلؑ بھی جھکے پیاسے تڑپ رہے ہیں۔ مان یہ حالت دیکھ نہ سکی تڑپ اٹھیں اور پانی کی تلاش میں نکلیں تاکہ بچے کی جان بچ جائے۔ دھڑی دھڑی ایک ہماڑی کی طرف نکلیں تاکہ پانی

اُسْتِفْتَا

کو باپ بیٹے کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے قربانی کو سنت قرار فرما دیا۔

خدا تعالیٰ کو حضرت ہاجرہؑ کے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے کی ادا اتنی پسند آئی کہ ایک تو اپنی رحمت سے چشمہ جاری کر دیا اور دوسرے تمام حجاجین کے لیے قیامت تک ان دونوں پہاڑوں (صفاء اور مروی) کے درمیان اسی طرح سات بار دوڑنا ضروری قرار دیا۔ ہمیں ہر وقت نیکی کی کوشش کرنی چاہیے۔ دھماکے خدا تعالیٰ کو کونسی ادا پسند آجائے اور بیڑا پار ہو جائے۔ "آمین"۔

حَقِيقَةُ تَعْرِیَاتِ اِسْلَامِی

کے دن نیکی اور بدی کا ذرہ ذرہ بھی سامنے آئے گا۔ مَنْ يَحْتَسِبْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَحْتَسِبْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ نیکی ترازو کے ایک پڑے میں ہوگی اور بدی دوسرے پڑے میں۔ عربی کی ایک مثل سے صَاحِبُ كَيْدٍ لَوْ كَفَّ لَمْ يَكْتَفِ كَلْمَهُ جَوْرٌ مَكْمُولٌ طردِ مصلحت نہ ہو سکے اسے کلاماً ترک بھی نہ کرنا چاہیے۔

مفروضات بالا پیش کرنے والوں سے اگر سوال کیا جائے کہ چونکہ آج کل سوسائٹی کی حالت نامفہوم ہے اور چاروں طرف جرائم اور ان کے دہائی پھیلے ہوئے ہیں اور ان حالات میں حکومت آپ کے بہرہ بردگی جانے سے آپ کو ملک کا مختار مطلق، صدر یا با اقتدار قاضی القضاۃ بنا دیا جائے اور پچھلے دن زانی یا سابق کا مقدمہ کر کے جبرو پیش ہو جائے تو کیا آپ اس پر شرعی حد جاری کریں گے یا کوئی اور سزا تجویز کریں گے؟ اگر آپ شرعی حد جاری فرمائیں تو آپ قاتل خود ظالم ظہریں گے اور اگر قرآن کے خلاف فیصلہ صادر فرمائیں تو اولاد کے ہمارے حقوق کے مصداق ہوں گے۔ صحت صاف بات یہ ہے کہ انسان کو احکام شریعت پر عمل کرنے کی استطاعت ہو اور جس وقت یہ طاقت میسر آجائے اسے اس پر عمل پیرا ہونے میں تھیل نہ کرنی چاہیے۔ یہ اس کا فرض ہے اور فرض کی انجام دہی میں غفلت کرنے والا مجرم قطعاً علامہ خالد محمود کاحلال الدین حسن (بزمی) سے مناظرہ "نیتِ رحمت" میں ملاحظہ فرمائیں۔ انہیں اسلام پر اور عزائم کو شکست دینا ہی مقصد ہے۔

سوال شریعت کی رو سے ایک شخص کو ناسیخ کر کے کب کہا جاسکتا ہے۔ اور کس قسم کے افعال سے اس پر نفاق و فجور کا حکم لگایا جائے گا۔ جینا تو قبیح تھا۔۔۔ شرعاً فاسق و فاجر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو حرمت قطعہ شریعہ کا ارتکاب کر دیا ہو جو کبائر گناہوں کے عقیدے سے ہوں اس فاسق کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے جس میں وہ تمام کبائر سے بچے کر کبیرہ گناہ یعنی ترک اعتقاد کا مرتکب ہو جائے۔ اس درجہ میں فتنہ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ دوسرا درجہ وہ ہے جس میں انسان ترک اعتقاد میں مبتلا نہ ہو بلکہ دوسرے حرمت قطعہ کا ارتکاب مرتکب ہو رہا ہو۔ اس درجہ کو علامہ نے تقابلی کا نام دیا ہے۔ یعنی بقاوت اور نادانی سے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ تیسرا درجہ انہماک کا ہے۔ یعنی کبیرہ گناہوں کے ارتکاب میں منہمک ہو اور اکثر اوقات اس میں مبتلا رہتا ہو۔ مگر دل میں یہ اعتقاد مضبوط اور مستحکم ہو کہ یہ گناہ قبیح اور حرام ہے اور اس سے بچنا میرے لیے لازم اور

مجھ پر فرض ہے تقابلی اور انہماک کے ان دو درجوں میں انسان فتنہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے خارج از اسلام نہیں ہوتا بلکہ مومن رہتا ہے کیونکہ حقیقہ میں کوئی خوالی ایسی نہیں آئی ہے جس کی وجہ سے وہ شریعت کے حرام کردہ چیزوں کو حرام اور حلال کردہ چیزوں کو حلال نہ سمجھتا ہو۔ لہذا یہ شخص سنت گنہگار الیچہ مزور ہے مگر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج۔ اہل سنت و طاعت کے نزدیک نہیں ہے۔ لیکن فتنہ اور ارتکاب کبائر کا ایک درجہ اور ہے۔ جس کو علماء شریعت درجہ مجبور کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان کبیرہ گناہوں کی مباحثت میں اس قدر منہمک رہے کہ اس کے دل سے گناہ کی قیامت اور بالائی کیسٹریکٹ اور گناہ کے کام کو سمجھنے کا سبب نہ آجائے اور مستحق عذاب اور طاعت و عبادت کو بھی سمجھنا شروع کرے فتنہ کا یہ درجہ درجہ انہماک کے بعد بطور تیسرے ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایسا درجہ ہے کہ جس میں انسان ایمان کی دولت سے محروم ہو کر اسلام کے دائرہ سے نکل جاتا ہے۔

ناور و نایاب کتب

۱۳	تفسیر خازن مع لغوی مصری	۸۰/- روپے
۱۴	تفسیر طبری ابن جریر مجلد مصری	۲۵۰/-
۱۵	تفسیر ابن کثیر شرح صراط امام مالک مصری	۵۰/-
۱۶	دلائل و الدلائل شرح مجلد مصری	۶۰/-
۱۷	بجرا اللان	۲۵۰/-
۱۸	فتح القدیر شرح ہدایہ مصری	۲۵۰/-
۱۹	الاصحاب فی تفسیر صحابہ مصری	۱۶/-
۲۰	فتوح الشام مصری	۸۰/-
۲۱	حیات الحمیران مصری	۸۰/-
۲۲	الہدایہ والامنیہ مصری	۴۵/-
۲۳	اب الکتب مصری	
۲۴	تفسیر ابن کثیر مجلد مصری	

طبعی کا پتہ

تاج محل کے لیے عیسائی رعایت

مکتبہ شریعت علمیہ خیر المدارس - ملتان

سید القیامۃ ائوۃ الصلحاء مہاجر دینی حضرت مولانا حبیب اللہ بظلمۃ العیالی کا مکتب حکیم

یہ مکتب گرامی لالہ امی اودام اللہ رضا کے نام ہے۔ چنانچہ انھیں کی خواہش کے مطابق دینیہ قارئین کو کام کیا جا رہا ہے۔ (مناظر حسین نظر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ دینی و سلام علی عبادہ الذین اصفلوا
بیت شکار علیا حضرت آیت رحمت والدہ ماجدہ صاحبہ و امت برکاتیں
سید منوں - مزاج اقدس -
الحمد للہ رب العالمین جو عارفیت اور طریقت سے خوش و خرم ہوں۔ رحمت الہی سے
نقشہ کو قیام ہے کہ ائوۃ الصلحاء آپ سب حضرات کی بری طرح سے لکھ چکے
یوم القیامۃ میں اس کی شہادت ہوگی۔ مطابقت سے ستر سال قبل نہ تو آپ کا کوئی
مجرہ عبد الماجد، جس پر کتب ستر سال قبل کی تاریخ درج ہے۔ باغیچہ
چوکر کا مشق حالات ہوا۔

آپ اس حقیقت سے خوب باخبر ہیں کہ مشرقت کا حکم ہے کہ عارفانہ
کی جو حق دیکھ کر بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔
اللہ لا تعجزنا عنہ۔ ولا تقشنا لعدوہ

بعض وجود الیہ معبود ہوتے ہیں۔ رحمت الہی کے مظہر تمام کہ ان کی کثرت
سے مخلوق آفات سماویہ و ارضیہ سے محفوظ رہتی ہے۔ جہاں وہ باریک
وجود دنیا سے اٹھے تو فتنوں کا الہی دروازہ کھل جاتا ہے۔ الامان
سورج جب غروب ہو جائے تو کوئی روشنی ساتھ لے جاتا ہے۔ وہ اس کے
جب دنیا سے جاتے ہیں تو ان کی برکتیں ساتھ لے جاتے ہیں۔ اسی لئے شیطان
ہم کو حکم دیا ہے کہ ان کے مقبول بندوں کی وفات پر مدعا لگائو۔
ان کی وفات کے بعد ہر اہل تعالٰیٰ ہم کو اجڑے۔ اور ان کی وفات کے بعد
اللہ تعالیٰ کسی فتنہ میں ہم کو مبتلا نہ کرے جس فتنہ کو ان کی برکت سے
روک رکھا تھا وہ رکے ہی رہیں۔ صحت اللہ علی العظیم۔ صحت رسول اللہ اکرم

۱۰۰۰ ہجری قمری میں ۱۴ ذوالقعدہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۱۸ء

اور مرحوم و معذورہ اعلیٰ حضرت قبلہ اباجان رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسف
کا وصال ۷ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۶ھ ہوا۔
یعنی ان کے انتقال پر طلال سے ٹھیک چودہ برس قبل چودہ برس سے دو
ماہ کم ہوتے ہیں۔ اس چودہ برس میں جن کلموں کے قلم میں انہوں نے سینکڑوں
مرتبہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر شکر کر چکی تھیں
فرمان کہ شکر کو سارے لاہور میں ایک ماں ایسی نہیں جسکے بچے کو
اللہ تبارک و تعالیٰ بخش اپنے فضل و کرم سے اللہ العزیز الباری الشفیق میں
ہمیں کمال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت کی تفریق
کشی ہو۔ بلکہ پورے پاکستان ایک ذوق الہی نہیں جو عربی زبان میں
الحم الباری الشفیق میں دین کی خدمت کے شرف سے مشرف ہو۔
پورے پاکستان میں اللہ سے اس شرف سے کچھ عید حقیقہ و نیک کو لوہا نہ
وہ مرحوم و معذورہ بار بار اسی سے کہ آپ کو تلقین فرماتے تھے کہ اسی
ضارقت اور جدائی پر صبر کرنا اور جبر اللہ تعالیٰ سے اپنی توقع رکھنا
جو مر جائیں چودہ برس تک انہوں نے آپ کو بڑھایا۔ ابھی ان کے وصال کو
ایک سال بھی پورا نہیں گزر کہ وہ سبق آپ بھول گئے۔

آپ نے اپنے خط میں یہ تحریر فرمائی ہے
آپ سے استخارہ جان آپ کو ہر آگے کی اجازت نہیں دیتے لیکن میں
ما تقنا کوئی دباؤں۔ سبحان اللہ ایسی چیز سے بڑھ کر
اگر ان کی ساری خوشیاں اور رازیں دیا میں ہی پوری ہوتی تھیں
تو وہ دنیا کیا ہوگی۔ وہ تو جنت ہوگی۔ جنت کی نعمتوں میں سے ایک
یہ ذکر فرمایا۔ وہ ہم فیما مابین ہمیں جو خواہش میں ہوگی پوری ہو جائیگی
دنیا تو دارالکدر۔ دارالحزن۔ اور دارالفتن ہے۔ دنیا میں کس کو سب
مرادیں ملی ہیں۔

ومن حیثہ آخری اگر آپ کو فرمائی۔ تو ہر چیز پر ضرورت تمام تو صرف اللہ
تبارک و تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدير۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ خدا علی کل شیء و بڑے عاجز و حق کل شیء۔
اگر بندہ کبھی ہر بات پوری ہونے تک جائے تو مجھ کو کھرا ہوا۔ وہ تو خدا
عز و جلہ اللہ تعالیٰ ہوگا۔

اب العبد البوری الشریف میں بیٹھ کر دین کی خدمت میں و شام کریں۔ اور روز
ایک زیارت کاسنوف بھی حاصل کریں۔ ہر قدر صرف اللہ تبارک و تعالیٰ
ہے۔ بندہ کو ڈالنے سے قدرت نہیں بخشی۔
اب وہ باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنی ہوگی۔

یا تو صحت اللہ تعالیٰ کے ضائع حاصل کرنے کیلئے۔ اپنی ہدایت معجزت
اور اپنے والدین الماجدین کی معجزت و نجات آخرت کیلئے اللہ العزیز
الشریف میں بیٹھ کر دین کی خدمت کریں۔

یا چہران تمام مساد تو نے مرحوم پر کرم آپ کی ملاقات کیلئے لاہور آجائیں
تقداباجان رحمۃ اللہ علیہ نے تو پہلی بات اختیار کر لی آپ کو چودہ برس تک
فرمائی۔ اب آپ انکی روح پر فتوح کو بھی ناراض کرنا چاہتے ہیں۔
اب آپ تھوڑا سا صبر فرمائیں صبر اللہ ربے اگرچہ وعدہ فرمایا ہے

انما یوفون الصابرین اجرہم بغير حساب۔
حضرت ملازم اللہ وجہ کار خدا ہے پھر ہر عمل کا اجر فیما تکے دن آپ کو
ملے گا۔ الا واصل۔ اور وہ صرف میرا عمل ہے۔

بے جہی میں اگر آپ کو اور مرحوم کو سعادت دارین کے شرف سے
نہ کیجئے مرحوم و معذورہ اعلیٰ حضرت قبلہ اباجان رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ برس
تک جس جہی آپ کو تلقین فرمائی ہے تمام عمر اس پر قائم رہیں
وہ سبق بقیۃ العجبوں نہ پائے۔

برادر عزیز مولوی محمد اویسی مولوی حیدر علی صاحبہ طاہرہ بی۔ زہرا بی بی
عزیزہ بی بی محمد عزیز محمد اکبر عزیزہ رضی اللہ عنہم مریا بی بی اور انکا جھالا
اور ہمیشہ صاحبہ اور ان کے صاحب کو سلام مستزون۔

والسلام مع الاکرام
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ
۹ ستمبر ۱۹۶۷ء
یوم الاحد

